لباس تہذیب کی علامت

ڈاکٹر رخسانہ جبین

البدر پبلی کیشنز
23-راحت مارکیٹ، اُردو بازار لاہور۔
فون:0333-4173066-042-37245030-37225030

﴿جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں﴾

☆نام کتاب	لباس تہذیب کی علامت

☆مصنف	ڈاکٹر رخسانہ جبیں

☆ ناشر	عبدالحفیظ احمد

☆ اشاعت	اگست 2016ء

☆مطبع	علی اعجاز پرنٹرز، لاہور

☆ہدیہ	25.00روپے

’’اللہ کے ان پاکباز بندوں اور بندیوں کے نام
جن کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہے‘‘

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1.	لباس شخصیت کا آئینہ	6	7	مادیت اور صنعتی ترقی	35
2.	اداروں کا یونیفارم	7	i	پاکستان کے قومی لباس میں تغیرات	36
3	لباس کس نے ایجاد کیا	8	ii	عمومی سوال وعذرات	39
4	لباس کے بارے میں اللہ کے احکام	10	iii	دوپٹہ اور قرآن	40
i	ساتر لباس	12	iv	حیا نظر میں ہوتی ہے	42
ii	مردوں کے لیے ستر کی حدود	12	v	اسلام اور فیشن	44
iii	عورتوں کے لیے گھر کے اندر ستر کے احکام	13	8	اسلام اور شخصی آزادی	47
iv	گھر سے باہر نکلنے کے احکام	15	9	اسلام ہی کیوں	50
v	لباس کے آداب	18	10	والدین کی ذمہ داریاں	53
5	لباس اور روحانی امراض	20	i	نعمت اسلام کی قدر کریں	57
i	ریا	20	ii	شیطان کے حملوں سے بچاؤ کیسے	59
ii	متکبرانہ لباس	21	iii	رجوع الی اللہ	59
iii	مردوں/عورتوں کی مشابہت	23	11	دین میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں	61
iv	غیر قوموں سے مشابہت	24		اللہ کی کتاب کے احکام /نفاذ کی کوشش	63
v	جانداروں کی تصاویر والے کپڑے	28		اپنا جائزہ اور دعا	63
6	شیطان کیسے حملے کرتا ہے	29			
i	عصر حاضر اور دجالی فتنہ	34			

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لباس شخصیت کا آئینہ

لباس شخصیت کا پہلا آئینہ ہوتا ہے۔بغیر کوئی گفتگو کیے کسی کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ پڑھا لکھا ہے یا ان پڑھ۔شہری ہے یا دیہاتی،دیندار ہے یا سیکولر،سادگی پسند ہے یا فیشن ایبل الغرض یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور اس پہلو سے ہم لباس کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔

لباس صرف شخصیت کا عکاس نہیں ہوتا بلکہ مختلف تہذیبوں،مذاہب اور علاقوں کی نمائندگی کا بڑا ذریعہ بھی ہے۔ہمارے اپنے ملک میں لباس کے حوالے سے ہر علاقے کی اپنی شناخت ہے۔بلوچی،سندھی،خیبر پختونخواہ کے افراد خاص طور پر اپنی شناخت رکھتے ہیں۔یورپ کا لباس کے حوالے سے اپنا کلچر ہے۔افریقہ،عرب اور دیگر دنیا کے حصوں میں سب اپنی اپنی شاخت رکھتے ہیں۔سر سے پاؤں تک سفید کپڑوں میں ملبوس کوئی عورت گلے میں صلیب لٹکائے نظر آتی ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ کس مذہب کی نمائندہ ہے اور سر پر سکارف لیے گاؤن پہنے یا چادر لیے کوئی نظر آتی ہے تو دنیا جان لیتی ہے کہ یہ مسلمان عورت ہے۔ہمارا مشاہدہ ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں بھی کوئی عورت اسلام قبول کرتی ہے تو اس کے لباس میں غیر معمولی تبدیلی نظر آتی ہے۔گویا لباس پر اثر ڈالنے والے تمام عوامل میں سب سے مؤثر عامل مذہب ہے۔خصوصاً اسلام۔۔۔جو انسان کو اندر اور باہر سے مکمل طور پر بدل ڈالتا ہے۔

انسان اور جانور کا فرق

انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیگر جانداروں سے زیادہ حساس بنایا ہے۔موسموں کی

شدت انسان پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔اس کی برہنہ جلد سورج کی تپش کو زیادہ برداشت نہیں کر سکتی اس کی جلد زخمی ہو جاتی ہے۔ننگا سر رہے تو ہیٹ سٹروک(heatstroke) کا خطرہ ہوتا ہے۔زیادہ دیر سردی میں ننگے پاؤں رہے تو سردی سے زخموں کا شکار ہو جاتا ہے۔ذرا سا کانٹا چبھ جائے ،چیونٹی کاٹ جائے ،کھٹمل یا حشرات الارض میں سے کوئی قریب سے بھی گزر جائے تو الرجی کا شکار ہو جاتا ہے۔

جبکہ جانور جنگلوں میں،سمندروں میں،برفانی علاقوں اور دھوپ میں بے دھڑک پھرتے ہیں اور خوب زندگی بسر کرتے ہیں۔

لباس انسان کی طبی وطبعی ضرورت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ لباس انسان کی اخلاقی ضرورت بھی ہے۔جانوروں کے پوشیدہ اعضاء کو اللہ نے ان کی جسمانی ساخت کے اندر کسی نہ کسی طرح ڈھکنے کا بندوبست فرمایا ہے۔انسانوں کے اندر جذبہ حیاودیعت کر کے انہیں چھوڑ دیا کہ لباس کے ذریعے اپنے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانپیں اور لباس کی کشش اور طلب ''جذبہ زینت'' کی صورت میں بھی پیدا کر دی تا کہ ہر انسان اپنے آپ کو بنا سنوار کر رکھے یعنی موسم اور ضرورت کے لحاظ سے لباس پہنے، ستر بھی ڈھکے اور خوبصورت بھی لگے۔گویا انسان کا شعور اور لباس اسے جانوروں سے ممیز کرتا ہے۔جانور بے شعور اور بے لباس ہوتے ہیں۔

اداروں کا یونیفارم(Dress Code)

زمانہ طالبعلمی کے دلچسپ تجربوں میں سے ایک تجربہ میڈیکل کالج میں ہوتا تھا۔ جب وارڈ میں نئی نئی ڈیوٹی لگی تو گنگارام ہسپتال کے اندرونی گیٹ پر مریضوں کا ایک ہجوم ہوتا تھا۔گیٹ کیپر دروازہ پکڑے کھڑا ہوتا تھا۔کوئی اپنی پرچی دکھا کر اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا۔کوئی ایکسرے دکھا کر اس کی منتیں کرتا نظر آتا لیکن جب ہم گلے میں اسٹیتھو سکوپ ڈالے اوورآل پہنے گیٹ پر جاتے تو وہ آواز لگاتا آگے سے ہٹو ڈاکٹر صاحب کو گزرنے دو اور ہمیں اپنے اوورآل کی قدرو قیمت کا احساس ہوتا۔

ہر ادارے کا ایک یونیفارم ہوتا ہے۔لباس کے بارے میں کچھ اصول وضوابط

ہوتے ہیں جن کی پابندی ادارے کے متعلقہ افراد کو کرنی ہوتی ہے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں تعلیمی اداروں کے اپنے اصول و ضوابط اور ضابطہ برائے لباس(dress code)ہیں۔ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی شناخت ان کا لباس ہے۔عدالتوں میں وکلاء کالے کوٹ سے پہچانے جاتے ہیں ۔ائیر پورٹ پر ہر ائیر لائن کے فضائی میزبانوں کا اپنا ایک مخصوص لباس ہوتا ہے۔وغیرہ

ہر ادارہ اپنے اصول وضوابط کی پابندی حکماً کراتا ہے ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے پر ابتداً جرمانہ عائد کیا جاتا ہے اور مسلسل خلاف ورزی کرنے پر ادارے سے نکال دیا جاتا ہے۔آخر ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ تاکہ ادارے کا ڈسپلن اور انفرادیت قائم رہے۔اس کے ملازمین کی پہچان دور سے ہو جائے ۔ادارے کے اندر سمع و اطاعت کا ماحول قائم رہے۔

کیا اسلام کوئی ضابطہ برائے لباس(dress code) دیتا ہے؟ کیا ہمارے مالک کے کوئی احکامات ہیں اس ضمن میں؟اگر ان کی پابندی کی جائے تو کیا فوائد ہوں گے؟ان کی خلاف ورزی کریں تو کیا نقصانات ہوں گے؟معاشرے پر، ماحول پر، انسان پر اس کے کیا اثرات ہوں گے ۔؟ان سب سوالوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

کیا لباس انسان نے ایجاد کیا ہے یا مالکِ کائنات نے نازل کیا؟

کہا جاتا ہے کہ انسان جنگلوں میں برہنہ رہتا تھا پھر آہستہ آہستہ متمدن ہوا، اس نے لباس پہننا شروع کیا۔لیکن اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دیتے ہیں:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ط

اے اولادِ آدم، ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو۔(سورۃ الاعراف آیت نمبر 26)

یعنی لباس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے بنے بنائے کپڑے نازل کیے بلکہ اس کی فطرت پر لباس کا الہام کیا تاکہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر

اپنی فطرت کے اس مطالبے کو سمجھے اور پھر اللہ کے پیدا کردہ مواد سے کام لے کر اپنے لیے لباس تیار کرے۔

اللہ نے دنیا میں پہلا انسان نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔حضرت آدمؑ پوری روشنی میں دنیا میں تشریف لائے تقویٰ، حیا،فکرِ آخرت لے آئے اور کسی نہ کسی نوعیت کے لباس وہ اوران کی اولاد زیب تن کرتے رہے۔انسان جب جنگل میں رہتا تھا تو جنگل کے پتوں سے جسم ڈھانپتا تھا پھر رفتہ رفتہ تمدنی ترقی ہوتی گئی اور لباس کی شکلیں بہتر ہوتی گئیں۔انسان نے کپڑا ابنا شروع کیا۔ہاتھ کی ''کھڈیاں'' بنیں۔اونی کپڑے بننے شروع ہوئے اور رفتہ رفتہ یہ تمدنی ارتقاء،آج کپڑے کی قسموں کے لحاظ سے ہمیں عروج پر نظر آتا ہے(یہ اور بات ہے کہ کپڑوں کی بہتات ہے لیکن انسانوں کی اکثریت نیم برہنہ ہے)۔

لباس انسان کی فطرت پر حیا،ضرورت اور طلبِ زینت کی صورت میں نازل ہوا اور ہر دور میں انسان نے اپنے وسائل اور میّسر چیزوں سے اپنے جسم کو ڈھانپا۔سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے فطرت کو مسخ کیا اور شیطان کے راستے پر چل پڑے۔یہ دنیا اللہ کی ہے وہ خالق و مالک ہے۔وہ مومنین کا ولی ہے۔قدم قدم پر ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط

جو لوگ ایمان لاتے ہیں، ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور اُن کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 257)

اس نے زندگی کے کسی شعبے میں اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑا۔انسان کے لیے ہر معاملے میں راہنمائی نازل کی۔تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے جو بندوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے اور نبی کریم ﷺ کے ذریعے اسلامی نظام حیات کی صورت میں ایک مکمل نظام زندگی نازل کیا جس میں انسان کے کھانے پینے،تہذیب ولباس،شادی بیاہ، تجارت سے لے کر نظام حکومت وعدل تک ہر چیز واضح طور پر نازل کی اور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے ان پر عمل کر کے ایک ایسا صالح پاکیزہ معاشرہ قائم کر کے دکھایا جس کی مثال اس کے بعد نہ دھرائی جاسکی۔قرآن پاک اللہ کی آخری کتاب ہے جس میں ہر شعبہ زندگی

کے بارے میں واضح ہدایات ہیں ۔ایک پاکیزہ معاشرہ کے قیام کے لیے شارع نے تین تدابیر اختیار کیں۔

1- اصلاح اخلاق ۔انسان کو اندر سے بدلنا،ان کے اندر ایمان تقویٰ، حیا کی آبیاری۔

2- تعزیری قوانین۔ان شریر لوگوں کے لیے جن کی تربیت محض تقویٰ اور خوف الٰہی سے نہیں ہوتی ان کو جرائم پر سزا دی جاتی ہے تاکہ باقی معاشرہ ان کی غلاط کاریوں سے محفوظ رہے (مثلاً زنا کی سزا)۔

3- انسدادی تدابیر جن میں عورتوں اور مردوں کے لیے دائرہ کار کا تعین،خاندان کی تنظیم اور خاندان کے گرد حفاظتی حصار کا تعین ہے ۔اس میں گھر کے اندر لباس وستر کے احکام اور باہر کے لیے حجاب کے احکام شامل ہیں ۔لباس وحجاب کے ان احکام کو اسلام کے مکمل معاشرتی نظام کی عمارت کے ایک ستون کے طور پر دیکھا جائے تو ان کی اہمیت سمجھ میں آئے گی ۔

لباس کے مختصر احکام سورہ الاعراف اور سورۃ الاحزاب میں دیے گئے ہیں جبکہ مرد وخواتین کے اخلاق وکردار کی اصلاح اور گھر کے اندر کے ستر ولباس کے مفصل احکام سورہ نور میں دیے گئے ہیں ۔جس کے بارے میں سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں ''یہ ''سورہ نور'' ہے اس میں ''اللہ نور السمٰوات والارض کا ذکر ہوا ہے ۔اس سورۃ میں جو نفسیاتی،اخلاقی، عائلی اصول وضوابط اور اجتماعی قوانین وضع کیے گئے ہیں وہ نور ہی نور ہیں ۔اس سورۃ کا محور مومنین کی اخلاقی تربیت ہے ۔اخلاقی معیاروں کو اس قدر بلند کرنا مقصود ہے کہ وہ شفاف بن کو اللہ کے نور کا حصہ بن جائیں ۔جو نور السمٰوات والارض ہے ۔جس کی وجہ سے یہ پوری کائنات روشن ہے ۔آسمان روشن،زمین روشن،انسانی نفس،روح اور اخلاق روشن،خاندان اور معاشرہ روشن۔''

لباس کے بارے میں اللہ کے احکام
(مالک کائنات کا دیا ہوا dress code)

جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ لباس انسان کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے

انسان پر نازل کیا ۔آیئے اپنے مالک سے پوچھیں وہ ہمیں کیسے لباس میں دیکھنا چاہتا ہے،؟؟

کس حلیے میں ہمیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور کس حلیے میں دیکھ کر اسے غصہ آتا ہے۔اللہ فرماتا ہے:

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾

اے اولاد آدم، ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعے بھی ہو، اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں ۔(سورۃ الاعراف آیت نمبر 20)

یعنی اللہ نے لباس نازل کیا اور اس کے مقاصد بتائے کہ:

1 ۔تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے۔

2 ۔تمہارے لیے حفاظت کا ذریعہ ہو۔

3 ۔زینت کا ذریعہ ہو۔

لباس ان تینوں مقاصد کے لیے ہی پہنا جاتا ہے ۔لیکن اللہ رحیم و کریم نے ہمیں لباس کی تیاری میں پیش نظر رکھی جانے والی ترجیحات سے آگاہ کیا کہ سب سے پہلا مقصد ستر پوشی ہو گا۔دوسرا مقصد موسمی اثرات سے حفاظت اور آخری مقصد زینت اور خوشنمائی ۔انسان کے لیے لباس کی اخلاقی ضرورت مقدم ہے کہ وہ اپنا ستر ڈھکے اور طبعی اور آرائشی ضرورت مؤخر ہے کیونکہ لباس معاشرتی پاکیزگی کے نظام کا ایک جز ہے اسی لیے ہمارے اللہ نے فرمایا: ''لباس التقویٰ بہترین لباس ہے۔''یعنی تقویٰ محض دل میں نہیں ہوتا ۔جب ایمان انسان کے اندر اترتا ہے تقویٰ اور حیا پیدا ہوتے ہیں تو اس کا اظہار اس کے اعمال و لباس سے بھی ہوتا ہے ۔تقویٰ کے لباس سے باطنی پاکیزگی بھی مراد ہے اور ظاہری پرہیز گاری بھی ۔

لباس التقویٰ کیسا ہوتا ہے قرآن،تفسیر اور احادیث مبارکہ سے رجوع کر کے لباس التقویٰ کی جو تفصیلات معلوم ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ساتر لباس

اصطلاح شرعی میں ستر جسم کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کا ڈھانکنا ضروری ہے۔اسلام آنے سے قبل جاہلیت کا جو حال تھا وہ آج کل کی مہذب قوموں سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھا۔ان کی عورتوں کا لباس ایسا تھا جس میں سینے کا کچھ حصہ کھلا رہتا تھا اور بازو، کمر اور پنڈلیوں کے بعض حصے بھی کھل جاتے تھے۔ان کے ہاں لباس کا مقصد محض زینت تھا جیسا کہ آج بھی ہے۔

اسلام نے حیا اور ستر کی حدود مقرر کیں۔جب یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے سخت احکامات دیے کہ کوئی شخص کسی کے سامنے برہنہ نہ ہو۔ملعون ہے وہ جو اپنے بھائی کے ستر پر نظر ڈالے۔(مسلم)

مردوں کے لیے ستر کے حدود

آج کے غیر مہذب معاشروں میں جب عورتیں لباس سے عاری ہیں مردوں کے لیے ستر کا تصور بہت محدود کر دیا گیا ہے جب کہ اسلام مردوں کو بھی حیا کا رویہ اپنانے کا حکم دیتا ہے۔

مردوں کے ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ "ستر" قرار دیا گیا اور اس کو ڈھانکنے کا حکم ہے۔مردوں کو اجازت نہیں کہ وہ مردوں میں بھی وہ اس لباس میں آئیں جس میں ان کے جسم کا درج بالا حصہ کھلا ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"اپنی ران کسی کے سامنے نہ کھولو اور زندہ یا مردہ شخص کی ران پر نظر نہ ڈالو۔"(تفسیر کبیر)

سیرت پاک ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کنواری لڑکیوں سے زیادہ باحیا تھے۔چنانچہ آپ ﷺ فرماتے تھے:

"خدا کی قسم میں آسمان سے پھینکا جاؤں اور میرے دو ٹکڑے ہو جائیں یہ میرے

لیے زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ میں کسی کے ستر کو دیکھوں اور کوئی میرا ستر دیکھے۔“

(المسبوط الاستحان)

(آج کل مختلف کھیلوں وغیرہ میں جو مختصر لباس پہنا جارہا ہے وہ بالکل غیر شرعی ہے۔)

عورتوں کے لیے گھر کے اندر ستر کے احکام

عورتوں کے لیے ستر کی حدود اس سے زیادہ وسیع رکھی گئیں اور عورتوں کے لیے لازم قرار دیا کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کو تمام لوگوں سے چھپائیں۔

(ترجمہ) اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اُس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنی میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے اے مومنو، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔ (سورۃ النور آیت نمبر 31)

سید قطب شہید اس کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

”اسلام نے اسلامی معاشرے کا ذوق ہی بدل دیا اور اس معاشرے میں لوگوں کے جمالی احساسات ہی بدل گئے۔ اب جمال اور حسن کی حیوانی ادائیں مطلوب اور مستحسن نہ رہیں بلکہ حسن و جمال کا ایک انسانی اور مہذب رنگ ڈھنگ اور معیار قائم ہو گیا جس میں عریانی معیارِ حسن نہ رہی۔ جہاں تک عریانی کا تعلق ہے یہ حسن و جمال کا حیوانی معیار ہے۔ انسان اس کی طرف تب مائل ہوتا ہے جب اس کے احساسات حیوانی بن جائیں۔ اگرچہ عریاں جمال بہت ہی اعلیٰ درجے کا حسن پیش کرتا ہو۔ سنجیدگی اور وقار کا جمال وہی تو پاکیزہ جمال ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ آج بھی اسلام سچی مومنہ عورتوں کی تربیت اسی انداز

سے کرتا ہے اگر چہ آج کا ماحول بہت ہی بدل گیا ہے ۔عمومی طور پر لوگوں کا ذوق گر گیا ہے ۔ آج کے جمالیاتی مظاہر میں عریانی اور حیوانی رنگ ڈھنگ اپنے عروج پر ہے لیکن ہماری مومنہ عورتیں آج بھی اپنے مقامات کشش اور مقامات فتنہ کو چھپاتی ہیں ۔ وہ یہ جہاد ایسے ماحول میں کر رہی ہیں جہاں عریانی ہی عریانی ہے ۔حیا اور پردہ اسلامی فرد اور ایک معتدل اسلامی سوسائٹی کے لیے بے حیائی سے بچاؤ کی واحد تدبیر ہے ۔لیکن جہاں فتنے اور فحاشی اور بے راہ روی کا ڈر نہ ہو وہاں اسلام کشف وظہور، زینت کی ممانعت نہیں کرتا ۔ آباء، ابناء، سسر، خاوند کے بیٹے، بھتیجے، بھانجے اور مومن عورتوں کے سامنے زینت کے ساتھ آ سکتی ہے ۔'' (صفحہ نمبر 903 فی ظلال جلد)

ان آیات قرآن اور احادیث کی روشنی میں لباس التقویٰ کی پہلی شرط یعنی لباس کا ساتر ہونا واضح ہو جاتا ہے ۔

یعنی لباس مکمل ہو ۔سر، بازو، ٹانگیں سب کو مکمل طور پر ڈھانکا ہو ۔تقویٰ کے لباس میں اور پیارے اللہ کے احکام میں عورتوں کے لیے نصف آستینوں (half sleeves)، ٹخنوں، پنڈلیوں، گردن اور سر ننگا رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں ۔

لباس اتنا پتلا نہ ہو کہ اس میں سے جسم جھلکے ۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی رہیں ۔''

''ایک بار حضرت اسماءؓ باریک کپڑے پہنے ہوئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہ سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے ۔''

''حفصہ بنت عبدالرحمان حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ ایک باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں ۔حضرت عائشہؓ نے اس کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈال دی'' ۔(مؤطا امام مالک)

بدنصیبی سے آج کل گرمیوں کے کپڑے اتنے پتلے ہیں کہ انہیں کپڑے کہتے ہوئے شرمندگی ہوتی ہے۔خصوصاً اگر رنگ بھی ہلکے ہوں تو سارا جسم جھلکتا ہے۔ایسا لباس پہننے والیوں پر نہ صرف لعنت کی گئی ہے بلکہ پیارے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق "جو عورتیں لباس پہن کر بھی ننگی ہی رہیں ، دوسروں کو رجھائیں اور خود بھی رنجھیں اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کر کے چلیں وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو کئی ہزار میل سے آتی ہوگی۔" (مسلم۔باب النساء)

اندازہ لگائیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دین اسلام کے ضوابط بنانے میں کس قدر اعلیٰ معیار اخلاق پیش نظر رکھا ہے۔اسلام سوسائٹی کے ماحول کو پاکیزہ رکھنے، فضا کو فحشاء ومنکرات سے بچا کر رکھنے کے لیے تقویٰ پر مبنی نظام وضع کرتا ہے۔اور لباس اس کا ایک جزو ہے۔

☆ لباس اتنا چست (tight) نہ ہو کہ اس سے جسم کی بناوٹ جھلکے۔حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔(المبسوط کتاب الاستحسان)۔

اسلام کو اس سے غرض نہیں کہ قمیض میکسی نما ہو یا فراک نما،شلوار ہو یا پاجامہ،ساڑھی یا کسی اور نوعیت کا لباس ہو۔اصل مقصود یہ ہے کہ وہ ستر کی شرائط پوری کرتا ہو یعنی لباس ڈھیلا ڈھالا ہو۔ایسی تنگ قمیض اور پاجامے جن میں جسم مزید خوبصورت ہو کر نمایاں ہو جائے ۔لباس کے نام پر بے لباسی ہے۔اسلام میں کسی بھی نوعیت کی (tights) کی کوئی گنجائش نہیں ۔اگر دل میں تقویٰ ہے تو لباس التقویٰ کی شرائط بھی پوری کرنی ہوں گی۔

☆ اگر جنت مطلوب ہے تو ایسے لباس سے گریز کرنا ہوگا جس کے پہننے والیاں جنت سے ہزاروں میل دور رکھی جائیں گی۔

گھر سے باہر نکلنے کے احکام

ابھی تک جو تفصیل ہم نے دیکھی یہ گھر کے اندر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے

لباس کی حدود قیود تھیں۔ معاشرتی پاکیزگی کے لیے اسلام انسدادی تدابیر اختیار کرتا ہے اس میں ایک جانب مردوں اور خواتین کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، دونوں صنفوں کے ہر طرح کے غیر ضروری اختلاط پر پابندی عائد کرتا ہے۔ دوسری جانب خواتین کو حکم دیتا ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى صلے

اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر 33)

مولانا مودودیؒ کتاب پردہ میں اس کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

''اسلام عورت سے کہتا ہے اول تو تمہاری صحیح جائے قیام تمہارا گھر ہے۔ بیرون خانہ کی ذمہ داریوں سے تم کو اسی لیے سبکدوش کیا گیا کہ تم سکون و وقار کے ساتھ اپنے گھروں میں رہو اور خانگی زندگی کے فرائض ادا کرو۔ تاہم اگر ضرورت پیش آئے تو گھر سے باہر نکلنا بھی تمہارے لیے جائز ہے۔ لیکن نکلتے وقت پوری عصمت مآبی ملحوظ رکھو۔ نہ تمہارے لباس میں کوئی شان اور بھڑک ہونی چاہیے کہ نظروں کو تمہاری طرف مائل کرے نہ اظہار حسن کے لیے تم میں کوئی بیتابی ہونی چاہیے کہ چلتے چلتے کبھی چہرے کی جھلک دکھاؤ اور کبھی ہاتھوں کی نمائش کرو۔ نہ چال میں کوئی خاص ادا پیدا کرنی چاہیے کہ نگاہوں کو خود بخود تمہاری طرف متوجہ کردے۔ ایسے زیور بھی پہن کر نہ نکلو جن کی جھنکار غیروں کے لیے سامعہ نواز ہو۔ قصداً لوگوں کو سنوانے کے لیے آواز نہ نکالو۔ ہاں اگر بولنے کی ضرورت پیش آئے تو بولو، مگر رس بھری آواز نکالنے کی کوشش نہ کرو۔ ان قواعد اور حدود کو ملحوظ رکھ کر اپنی حاجات کے لیے تم گھر سے باہر نکل سکتی ہو۔ ''وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ'' کے حکم کا قرآنی منشاء یہ نہیں کہ عورتیں گھر کے حدود سے قدم باہر نکالیں ہی نہیں۔ حاجات و ضروریات کے لیے ان کو نکلنے کی پوری اجازت ہے۔ مگر یہ اجازت نہ غیر مشروط ہے نہ غیر محدود۔''

(بحوالہ کتاب پردہ از مولانا مودودیؒ)

یعنی گھر سے باہر جاہلیت کی سج دھج اور زینت کے ساتھ نہ نکلا جائے۔ عفت مآبی

اختیار کی جائے اور گھر سے نکلتے ہوئے بڑی چادر سے اپنے آپ کو ڈھکا جائے جس کا حکم درج ذیل آیت میں دیا گیا ہے:

اے نبیؐ، اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنے چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 59)

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ج ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۵۹)

''یہ آیت خاص چہرے کو چھپانے کے لیے ہے۔ جلابیب جمع ہے جلباب کی جس کے معنی چادر کے ہیں۔ اِدنَاء کے معنی ارخاء یعنی لٹکانے کے ہیں۔

یُدنِین علیہن من جلابیبہن کا لفظی ترجمہ یہ ہو گا کہ ''اپنے اوپر اپنی چادروں میں سے ایک حصہ لٹکا لیا کریں''۔ یہی مفہوم گھونگھٹ ڈالنے کا ہے۔ مگر اصل مقصد وہ خاص وضع نہیں بلکہ چہرے کو چھپانا مقصود ہے، خواہ گھونگھٹ سے چھپایا جائے یا نقاب سے یا کسی اور طریقے سے۔ اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان عورتیں مستور ہو کر باہر نکلیں گی تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ شریف عورتیں ہیں، بے حیا نہیں ہیں، اس لیے کوئی ان سے تعرض نہ کرے گا۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲۔ صفحہ ۲۹)

امام رازی لکھتے ہیں:

''جاہلیت میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں سب کھلی پھرتی تھیں اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈالیں اور یہ فرمایا کہ ذٰلک ادنیٰ اَن یعرفن فلا یوذین تو اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس لباس سے پہچان لیا جائے گا کہ وہ شریف عورتیں ہیں اور ان کا پیچھا نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر کبیر، جلد ۲، صفحہ ۵۹۱)'' (بحوالہ کتاب پردہ از مولانا مودودیؒ)

یعنی گھر سے باہر نکلتے ہوئے نہ صرف اپنی سج دھج کو چھپایا جائے بلکہ بڑی چادر،

گاؤن ،سکارف وغیرہ کے ذریعے چہرہ بھی چھپایا جائے ۔(کچھ علماء چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن جسم کومکمل طور پر چادر یا گاؤن سے ڈھکنے پر کسی کا اختلاف نہیں)۔ البتہ آج کل نئے آنے والے فیشن جس میں جسم پر چُست یا غیر ساتر لباس پہن کر سر کو سکارف سے ڈھک کر اطمینان کرلیا جاتا ہے کہ پردہ کرلیا ہے یہ اسلام کی روح کے مطابق نہیں ۔گر اللہ کو اپنا رب اور مالک مانا ہے تو اس کے دیے ہوئے ضابطہ لباس(dress code)کی پابندی کرنی ہوگی ۔

لباس کے آداب

☆ نیا لباس پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ کپڑا عنایت فرمایا اور شکر کے جذبات سے سرشار ہو کر نیا لباس پہننے کی وہ دعا پڑھیے جو نبی کریم m پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ m جب کوئی نیا کپڑا ،عمامہ، کُرتا یا چادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے:

''خدایا تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر کا خواہاں ہوں اور اس کے مقصد کے اچھے پہلو کا جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس برے پہلو سے جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔''

دعا کا مطلب یہ ہے کہ خدایا تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرا بخشا ہوا لباس انھی مقاصد کے لیے استعمال کروں جو تیرے نزدیک پاکیزہ مقاصد ہیں ۔مجھے توفیق دے کہ میں اس سے اپنی ستر پوشی کرسکوں ،اور بے شرمی ،بے حیائی کی باتوں سے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ رکھ سکوں اور شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے اس کے ذریعے اپنے جسم کی حفاظت کرسکوں اور اسے زینت و جمال کا ذریعہ بنا سکوں۔

☆ کپڑے پہنتے وقت سیدھی جانب کا خیال رکھیے ۔قمیص، کُرتا وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھی آستین پہنیں اور اسی طرح پاجامہ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھا پیر ڈالیے ۔ نبی

اکرم ﷺ جب قمیص پہنتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں ڈالتے۔اسی طرح جب جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر الٹا پاؤں الٹے جوتے میں ڈالتے اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے باہر نکالتے پھر سیدھا پاؤں نکالتے۔

☆ کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجیے۔ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ کوئی ایذا پہنچائے۔نبی ﷺ ایک بار ایک جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے۔پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ ﷺ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوا جھپٹا اور وہ موزہ اٹھا کر اڑ گیا اور کافی اوپر لے جا کر اسے چھوڑ دیا۔موزہ جب اونچائی سے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ دور جا پڑا۔یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اسے جھاڑ لیا کرے۔(طبرانی)

اعتدال اور میانہ روی

ساتر ہونے کے ساتھ ساتھ علماء نے وضاحت کی ہے کہ تقویٰ کا لباس ''اعتدال'' پر مبنی لباس ہوتا ہے۔اسراف وتبذیر سے پاک ہوتا ہے۔اس سے پہننے والے کی تقویٰ اور ایمان کی کیفیت جھلکتی ہے۔یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر اللہ نے مال دیا ہے تو اس کو لباس اور دیگر تعیّشات پر اڑا دیا جائے۔اللہ نے فرمایا:

فضول خرچی نہ کرو: فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں،اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 27-26)

اعتدال کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں توازن کی ایسی صحیح حس موجود ہو وہ بخل سے بھی محفوظ ہو اور بے جا خرچ کی خرابیوں میں بھی مبتلا نہ ہو۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ ''میں کس طرح کا لباس پہنوں؟''۔فرمایا ''ایسے کپڑے پہنو کہ بے وقوف لوگ تمہیں اس کپڑے میں دیکھ کر حقیر نہ جانیں اور عقل مند تم پر اعتراض نہ کریں۔''

(زادِراہ۔بحوالہ ترغیب وترہیب)

یعنی یہ بھی مطلوب نہیں کہ کسی پر اللہ کا فضل ہو لیکن وہ کم تر کپڑے پہن کر اللہ کی نا شکری کا مظاہرہ کرتا رہے۔جس پر اللہ کا فضل ہو مناسب حد تک اسے لباس میں نظر آنا چاہیے۔دوسری جانب اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہزاروں روپے سے کم کے جوڑے پر قناعت نہ کی جائے۔عملاً کپڑوں کے مختلف قسم کے برانڈز کی دوڑ نے اس وقت عام آدمی کی زندگی مشکل بنا دی ہے۔جہاز میں میرے ساتھ سفر کرنے والی ایک افسر کی بیوی نے ایک مرتبہ حجاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔کہ حجاب میں بہت خیر ہے۔ہمارے ہاں تو جونہی موسم بدلتا ہے تو کپڑے بنانے کی ایک دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔سب ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کتنے جوڑے بنائے ہیں؟ اس میں سے برانڈڈ (branded) کتنے ہیں؟ واضح رہے نہ برانڈز منع ہیں نہ خوبصورت اور اعلیٰ لباس پہننا ممنوع ہے۔پیارے نبیؐ کا ارشاد ہے ''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

جو چیز منع ہے وہ اسراف،فضول خرچی، ریا، دکھاوا، نمائش ہے۔اصل بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ پیش نظر رکھیں کہ ہمارے نبی ﷺ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ نے کیا اسوہ حسنہ ہمارے لیے چھوڑا ہے تو ہماری زندگی بہت آسان ہو جائے گی۔آپ ﷺ نے لباس کی سادگی کو ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔

لباس زینت میں بھی اعتدال پر مبنی ہو تو بھلا لگتا ہے۔لباس بذات خود زینت اور خوشنمائی کا باعث ہوتا ہے۔یہ بھی انسان کے ذوق و جمال کی علامت ہے۔

لباس ذہنی امراض کا عکاس نہ ہو

ریا

لباس دراصل دل کے اندر بسنے والے ایمان اور تقویٰ ہی کی ایک علامت ہے۔ اگر ایمان مضبوط ہے اور انسان اللہ سے ڈرنے والا ہے تو ہر حال میں اللہ کی خوشنودی اور سنت رسول ﷺ کو مدنظر رکھتا ہے۔لیکن جب ایمان کمزور اور فکرِ آخرت کم ہو جائے تو انسان کے دل میں مختلف امراض جنم لیتے ہیں۔کبھی وہ لوگوں کی خوشنودی کی خاطر ''ریا اور دکھاوے'' کا شکار ہو جاتا ہے۔یہ دراصل اس کے اندر کی کم ظرفی اور احساس کمتری ہوتا ہے

جس کوریا اور دکھاوے سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔لباس کے معاملے میں اس کا اظہار دو طرح کا ہوتا ہے:

شہرت اور ناموری کی خاطر اپنی حیثیت سے بڑھ کر لباس پہننا۔دینداری کا جھوٹا رعب ڈالنے کے لیے قصداً کم تر اور مخصوص وضع کا لباس پہننا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے،وہ لوگوں پر اپنی درویشی اور مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لیے بھیڑ کی کھال کا لباس پہنیں گے،ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی،مگر ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے،(ان کے بارے میں)اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرات کر رہے ہیں،پس مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر اُنہی میں سے ایسا فتنہ کھڑا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کے چھوڑے گا''۔(جامع ترمذی)

ہمارے ہاں شادی بیاہ اور تقریبات جس طرح ریا اور نمود و نمائش کا ذریعہ بن چکی ہیں وہ لمحہ فکریہ ہے۔

حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:''مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ ''شرک اصغر'' کا ہے۔بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ''شرک اصغر'' کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریا (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کو دکھاوے کے لیے کرنا)''۔(مسند احمد)

متکبرانہ لباس

اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھنا اور دوسروں کو کم تر اور حقیر سمجھنا تکبر ہے۔یہ بھی دل کا مرض ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔''(مسلم و بخاری)۔ تکبر کی بے شمار علامات علماء نے بیان کیں ہیں۔بد اخلاقی،رویہ،طرز عمل وغیرہ۔تکبر کا اظہار انسان کی چال ڈھال،بول چال،اور

لباس سے بھی ہوتا ہے۔چنانچہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں میں سے کوئی اپنے کپڑے تکبر کے ساتھ ٹخنوں سے نیچے لٹکا تا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں ۔(بخاری)۔

یہ بھی تکبر کی علامت ہے کہ ہم جیسا لباس کسی کا نہ ہو۔اور کسی غریب کو خصوصاً اپنے جیسالباس پہنے دیکھ لیں تو پیچ وتاب کھائیں یا اس پر ظلم کریں کہ تیری جرات کیسے ہوئی یا خود دوبارہ وہ لباس نہ پہنیں۔ بہت قیمتی لباس جہاں اسراف اور تبذیر ہے وہیں تکبر کی علامت بھی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دن خطبہ میں بر سرِ منبر فرمایا:''لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو، کیونکہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے،کہ جس نے اللہ کے لیے(یعنی اللہ کا حکم سمجھ کراور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے)خاکساری کا رویہ اختیار کیا(اور بندگان خدا کے مقابلے میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی)تو اللہ اس کو بلند کرے گا،جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا،لیکن عام بندگان خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا۔اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا،جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہو جائے گا، اگر چہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا،لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا''۔(معارف الحدیث بحوالہ شعب الایمان للبیہقی)

عزت نہ مال میں ہے نہ لباس کے اعلیٰ اور قیمتی ہونے میں بلکہ ایمان اور تقویٰ میں جو جتنا بڑھا ہوا ہے اس کے لیے اتنی ہی عزت اللہ نے رکھی ہے ۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ؕ

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

(سورۃ الحجرات آیت نمبر 13)

''اللہ کے بندو ! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ دنیا و آخرت میں سرفرازی عطا فرمائے گا یہ دنیا کی زندگی،یہ عالیشان محل،زرق برق لباس،آنکھیں چندھیا دینے والا گلیمر

اور تعیشات کی دوڑ۔ ایک دھوکہ اور فریب ہے۔ اس کی دوڑ اتنا تھکا دیتی ہے کہ اللہ کی عبادت اور کوئی تعمیری کام کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ رب کائنات کا فرمان ہے:

ترجمہ: خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہو گئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو گئی پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے اِس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔ (سورۃ الحدید آیت نمبر 20)

مردوں اور عورتوں کی مشابہت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو صنفوں میں پیدا فرمایا ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق صلاحیتیں، جسمانی قوتیں اور شکل وصورت عطا فرمائی۔ معاشرے اور تمدن کی فلاح اسی میں ہوتی ہے دونوں اپنے اپنے دائرے میں اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔ لیکن اگر عورتیں مردوں کے دائرے میں شامل ہو جائیں یا مرد عورتوں کے دائرے میں تو معاشرہ تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ (جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں)

اس ضمن میں دائرہ کا بدلنا تو دور کی بات ہے اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ دونوں اصناف ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کریں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا لباس پہنتی ہے۔'' (زادِراہ بحوالہ ترغیب وترہیب)

بدنصیبی سے جدیدیت کے علم بردار ہر معاملے میں کم از کم عورت کو مرد بنانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ ترقی کا کوئی مرحلہ ان کے ہاں طے نہیں ہوتا جب تک عورت حجاب ترک کر کے مردوں کی طرح باہر نہ نکل آئے۔ مردوں کی طرح پینٹ شرٹ پہننے والی" میڈم صاحبات'' ہیں۔ اور شریفانہ شلوار قمیض پہننے والیں بوڑھیاں کہلاتی ہیں۔ تقویٰ، اللہ

سے ڈر کر اللہ کی مرضی کا لباس پہننے کا نام ہے۔شیطان کی اکساہٹ سے ترقی کے نام پر مردانہ شباہت والی شرٹس پینٹس پہننا ایک ذہنی مرض کی علامت ہے جن پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے۔

دوسری طرف شادی بیاہ اور تقریبات میں مردوں کا لباس دن بدن عورتوں کے مشابہ ہوتا جا رہا ہے۔گہرے رنگ،زرق برق کڑھائیاں،تلے موتیوں سے بنے کرتے اور شیروانیاں بھی اسی ذہنیت کی علامت ہیں جن سے اہل تقویٰ کو پرہیز کرنا چاہیے تا کہ وہ اللہ و رسول کی لعنت کے مستحق نہ بنیں۔ریشم کے کپڑے دنیا میں اللہ نے عورتوں کے لیے بنائے ہیں اور مردوں کے لیے حرام قرار دیے ہیں۔(جنت میں مردوں کو بھی ملیں گے)۔اس وقت المیہ ہے کہ جتنے بڑے اور مشہور برانڈ ہیں ان کے ہاں اکثر قیمتی کپڑوں میں ریشم کی آمیزش ہے۔مرد حضرات اگر اللہ و رسول ﷺ کی لعنت سے بچنا چاہتے ہیں تو قیمتی برانڈڈ کپڑے خریدنے سے قبل تحقیق کر لیں اس میں سلک کی ملاوٹ تو نہیں۔زیورات اور مہندی،میک اپ وغیرہ بھی عورتوں کی خاصیت ہے۔اس میں بھی جو مرد مشابہت اختیار کرتے ہیں اس پر نبی ﷺ سخت ناراضی کا اظہار فرماتے تھے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک مخنث(ہیجڑا) لایا گیا جس نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں پر مہندی لگا رکھی تھی۔آپ ﷺ نے پوچھا:یہ کیسا آدمی ہے؟لوگوں نے بتایا:اس نے عورتوں کے مشابہ بننے کے لیے مہندی لگائی ہے۔چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے مدینہ سے اسے نکال کر مقام نقیع میں بسایا گیا۔''

(حدیث نمبر 112 صفحہ نمبر 96 زادِ راہ)

غور فرمائیں ایک مخنث کو بھی عورتوں جیسے میک اپ اور سجنے سنورنے کی اجازت نہیں تو بنے سنورے بے ریش مردوں کا اللہ کے نزدیک کیا مقام ہو گا۔؟ جنہوں نے کانوں میں بالیاں،ہاتھوں میں کڑے اور گلے میں بھی لاکٹ پہن رکھے ہیں۔

غیر قوموں سے مشابہت

''لباس محض ستر پوشی اور جسم کی حفاظت کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ قومی نفسیات،

تہذیب وتمدن، روایات اور قوم کی اجتماعی حالت کے اندر بہت گہری جڑیں رکھتا ہے۔ وہ دراصل اسکی روح کا مظہر اور ذریعہ نمو ہے جو جسم قوی میں کارفرما ہوتی ہے۔ ہر قوم کا لباس درحقیقت ایک زبان ہے جس کے ذریعے اس کی قومیت کلام کرتی ہے اور دنیا کو اپنی اجتماعی شخصیت سے روشناس کراتی ہے۔"

یہ بات تو تمام اقوام عالم کے لیے درست ہے لیکن "خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ" امت مسلمہ علاقائی یا جغرافیائی سرحدوں میں مقید قوم نہیں یہ امت ہے جو ایک نظریے پر کھڑی کی گئی ہے۔ جس کو دنیا کی دوسری اقوام کے لیے رول ماڈل بنایا گیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے۔

(سورۃ ال عمران آیت نمبر 110)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک "امت وسط" بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 143)

اس امت کو خیر کی گواہی دینی ہے اور اپنے عمل سے اللہ کے دین کی حقانیت ثابت کرنی ہے۔ اس کے حاملین کو مثالی بننا ہے جیسا کہ صحابہ کرامؓ کو روشنی کے چراغ اور مینار کہا گیا۔

اس امت کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کا نظام خواہشات نفس پر مبنی نہیں بلکہ زندگی کے تمام معاملات میں اس کا نظام حیات وہ ہے جو اس ہستی نے بنایا ہے جو ساری کائنات کی مالک ہے۔ یہ نظام عدل ہے۔ اس کے اصول ایسے ہیں جو دنیا کے ہر حصے میں رہنے والے

انسانوں کے لیے یکساں نفع بخش اور موجب فلاح ہیں۔

امت مسلمہ کی تہذیب وتمدن کی اپنی مضبوط بنیادیں ہیں۔مسلمان کا لباس اس کے عقیدے کا مظہر ہوتا ہے۔(حیادار،عریانی وفحاشی سے پاک)۔اس لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس بات کو سخت ناپسند کیا کہ مسلمان تمدن کے معاملے میں دوسری اقوام کی نقالی کریں۔

ایک قوم کا دوسری قوم کے لباس وطرز معاشرت کو اختیار کرنا دراصل احساس کمتری کا نتیجہ ہے۔اس کے معنی دراصل یہ ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خود ذلیل اور پست سمجھتی ہے اس کے پاس کچھ نہیں جس پر وہ فخر کر سکے۔اس کے اسلاف کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں گئے جسے وہ شرم کیے بغیر رکھ سکتی ہو۔

یقیناً امت مسلمہ کا معاملہ یہ نہیں ہے۔لیکن بدنصیبی سے ایک کے بعد ایک مسلمان ملک مغربیت کا شکار ہوتا چلا گیا۔بعض ممالک کے سربراہان قومی لباس کا کچھ بھرم قائم رکھتے ہیں اور دوسرے ممالک کے دورے میں اپنے قومی لباس زیب تن کرتے ہیں لیکن ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی یہ بدنصیبی ہے کہ یہاں معزز وہ ہے جس نے کوٹ پتلون پہنی ہے۔''میڈم صاحبہ'' وہ ہیں جو مغربی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔یہ غلامانہ ذہنیت کی علامات ہیں ہمارے تعلیمی اداروں سے رفتہ رفتہ قومی لباس کو دیس نکالا دے کر فرنگی لباس رائج کیا گیا۔سرکاری دفاتر میں جیسے جیسے گریڈ بڑھتا جاتا ہے لباس غلامانہ ہوتا جاتا ہے۔(الاماشاءاللہ)

اسی طرح عربی رسم الخط۔۔۔اللہ تعالی کا دیا ہوا بابرکت رسم الخط ہے۔پہلے تُرک قوم کا رسم الخط اس طرح بدلا گیا کہ تُرکی زبان کو انگلش رسم الخط میں لکھا گیا۔عربی میں اذان پر بھی پابندی لگائی گئی اور آہستہ آہستہ تُرک قوم مکمل انگریزی لباس،زبان میں ڈھل گئی۔(اب اللہ کے فضل سے وہاں رجعت شروع ہوئی ہے۔)

اب یہ حالات پاکستان کے ہیں۔لباس کی حالت سے ہم واقف ہیں اور رسم الخط تیزی سے بدلا جا رہا ہے۔اب مشروبات کی بوتلوں اور بل بورڈ زپر لکھا ہوتا ہے۔

"Jesay chaho geo!!, ye dil mangay aur, ye hay zindagi" وغیرہ۔اردو کورفتہ رفتہ ختم کیا جارہا ہے۔ہمارے بچے جوسکولوں سے پڑھ کرنکل رہے ہیں اردو گنتی تک نہیں سمجھ سکتے۔!! موبائیل میسج کا رسم الخط بدل چکا ہے۔اگر ہم بیدار نہ ہوئے تو ہمارا مستقبل کیا ہوگا۔؟؟؟

اس لباس اور رسم الخط کو ترقی کی علامت قرار دیا جارہا ہے! کیا یہ ترقی کی فطری صورت ہے۔؟

''ایک قوم سے دوسری کو اگر کوئی چیز لینی چاہیے اور کوئی چیز درحقیقت لینے کے قابل ہے تو وہ محض اس کی علمی تحقیقات کے نتائج، اس کی تخلیقی قوتوں کے ثمرات اور اس کے وہ عملی طریقے ہیں جن سے اس نے دنیا میں کامیابی حاصل کی ہو۔لیکن ان چیزوں کو چھوڑ کر دوسری قوم سے اس کے پہنے کپڑے اور اس کے رہنے سہنے کے طریقے اور اس کے کھانے کی چیزیں مانگنا، اور انہی کو ترقی کا ذریعہ سمجھنا، بجز اس کے کہ کند ذہنی کی علامت ہے اور کچھ نہیں۔کیا کوئی عقلمند ایک لمحہ کے لیے تصور کرسکتا ہے کہ یورپ نے کوٹ، پتلون، ٹائی، کالر، ہیٹ اور بوٹ کے ذریعے ترقی کی ہے؟ یا اس کی ترقی کے اسباب یہ ہیں کہ وہ چھری کانٹے سے کھانا کھاتا ہے؟ یا اس کی تزئین وآرائش کے سامان، پاؤڈر اور لپ اسٹک اور کاسمیٹکس وغیرہ اس کو اڑا کر ترقی کے آسمان پر لے گئے؟'' (لباس کیسا ہو؟۔صفحہ نمبر 12)

یہ نکتہ یورپ کی اقوام کے عقلمندوں نے سمجھ لیا ہے وہ قرآن کے سائے میں جوق درجوق آرہے ہیں۔اسلام قبول کرنے والوں کی شرح دن بدن بڑھ رہی ہے اور جو اسلام قبول کرتا جارہا ہے وہ غیر اسلامی لباس اور طرز معاشرت ترک کرکے مکمل اسلامی معاشرت میں ڈھلتا جارہا ہے۔انہوں نے اسلام کو مکمل طور پر سمجھ کر اپنایا۔وہ اپنی مغربی روایات سے مرعوب نہیں۔بدنصیبی سے ہماری نسلیں موروثی مسلمان ہیں۔اسلام کو ''قدامت پسند'' خیال کرتی ہیں اور مغرب کو روشن خیالی یعنی جن کو رول ماڈل بننا تھا وہ آنکھیں بند کرکے ان کے پیچھے بھاگ رہے ہیں جو تاریکیوں کے مسافر ہیں اور آخر کار تباہی کے گڑھے میں گرنے والے ہیں۔!! یہ سب دیکھ کر دل سے بے اختیار نکلتا ہے۔

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے......جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

جان لیں ہمارا ساتر لباس ہماری شناخت ہے اس میں ہماری اخروی نجات ہے۔ہمارے استحکام خاندان کا ضامن ہے اس میں ہماری معاشرتی فلاح ہے۔

جانداروں کی تصاویر والے کپڑے

نبی کریم ﷺ نے اس بات کو بھی ناپسند فرمایا کہ ایسے کپڑوں کے پردے لگائے جائیں جن پر جانداروں کی تصاویر بنی ہوں ۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں''ایک دفعہ رسول ﷺ سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر دو گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔حضور ﷺ نے حکم دیا اسے اتار دو اور میں نے اتار دیا ''۔جہاں تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ۔پردوں پر بھی تصاویر منع ہیں تصاویر والے کپڑے نہ پہنیں جائیں ،تتلیاں ،جانور ،پرندوں اور انسانی تصاویر والے کپڑے پہن کر نماز نہیں ہوتی اس سے بچنا ضروری ہے۔

الغرض تقویٰ کا لباس ایسا لباس ہوتا ہے جو مکمل طور پر ساتر اور مہذب ہو۔اسراف اور فضول خرچی کا مظہر نہ ہو۔غیر قوموں کی نقالی میں نہ اپنایا گیا ہو۔بلکہ سنت رسول ﷺ کی اتباع کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہو۔سادگی اعتدال اور میانہ روی کا مظہر ہو اور کسی ذہنی مرض کی نشاندہی نہ کرتا ہو۔

لباس پر حملے کیوں اور کیسے؟؟

سوچنے کی بات ہے لباس اللہ نے نازل کیا۔انسان کی فطرت کے اندر حیا کا وصف پیدا کیا۔تقریباً مسلسل پیغمبر بھیجے جو اس کو ہر طرح کی یاددہانی کراتے رہے۔آخر میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔مکمل ضابطہ حیات صرف لکھ کر نہیں دیا بلکہ نبی رحمت ﷺ اور ان کے صحابہ وصحابیاتؓ کے ذریعے پوری طرح عملی مثالوں سے اس کو روشن کر کے رہتی دنیا کے لیے اسوہ حسنہ بنا دیا۔پھر کیا ہوا۔؟انسانیت کیسے بھٹک گئی۔؟واپس جہالت اور بے لباسی ،عریانی وفحاشی کے دور میں کیسے چلی گئی۔؟

اصل بات یہ کہ دنیا امتحان گاہ ہے۔جنت سے جو معرکہ'' آدم وابلیس'' معرکہ''

خیر وشر'' شروع ہوا تھا وہ تا قیامت جاری رہے گا۔شیطان حملے کرتا رہے گا وہی بچ سکیں گے جو اللہ کے بندے ہیں۔العلیم وخبیر مالک نے خبر دے دی تھی کہ:

''اے بنی آدم ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی طرح فتنے میں مبتلا کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا دیے تھے تاکہ ان کی شرم گاہیں ایک دوسرے کے سامنے کھولے۔''

(سورۃ الاعراف آیت نمبر 27)

یہ قصہ تو سب کو معلوم ہے نا کہ جب حضرت آدم وحوّا نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا تو اللہ نے جنت کا جو لباس انہیں پہنا رکھا تھا وہ سلب کر لیا اور پھر وہ جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو ڈھانکنے لگے۔گویا نافرمانی کے نتیجے میں بے لباسی کی آزمائش میں ہی مبتلا ہوئے۔

اور یہ فتنہ ہر دور میں اسی طرح جاری رہا۔حتیٰ کہ نبی کریم m کی بعثت کے وقت خانہ کعبہ کے گرد طواف بھی برہنہ کیا جاتا تھا۔

البتہ اس وقت یہ فتنہ عروج پر ہے۔سابقہ ادوار میں میڈیا اور برقی لہریں شیطان کو میّسر نہیں تھیں۔آج دنیا گلوبل ولیج بن چکی ہے اور اس گلوبل ولیج میں شیطانی حکمرانوں کا نیو ورلڈ آرڈر چل رہا ہے۔فتنۂ دجال ظاہر ہو چکا ہے جس سے اللہ کے نبی m نے پناہ مانگی تھی۔

شیطان کیسے حملے کرتا ہے؟؟

شیطان کبھی کھل کر سامنے نہیں آتا (سوائے اپنے خاص شاگردوں کے)۔وہ چھپ کر وار کرتا ہے۔

عمومی طور پر وہ انسان کی بشری کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مختلف خواہشات رکھی ہیں اس کی زندگی کو ضروریات سے وابستہ کیا ہے۔انسان مالداری،ناموری کی خواہشات رکھتا ہے،اولاد اور طویل زندگی چاہتا ہے۔اس کے اندر حسن و جمال کی حس اللہ نے رکھی ہے۔ان تمام خواہشات کو اللہ ضابطے کا پابند کرتا ہے لیکن شیطان انہی خواہشات کے ذریعے داخل ہوتا ہے۔

خواہشات کو بڑھا دیتا ہے، امیدیں طویل کر دیتا ہے ۔اللہ نے ہمیں اس کے قول سے خبر دار کیا۔

"اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے ۔میں بھی زمین پر سبز باغ دکھاؤں گا ۔اور ضرور ان کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا ۔(سورۃ الحجر آیت نمبر 39)

"وہ انہیں وعدے دیتا ہے ۔امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو بھی وعدہ دیتا ہے وہ جھوٹ ہی ہوتا ہے ۔یہی ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔"

(سورۃ النساء آیت نمبر 121-102)

غور کریں ہر معاملے میں خواہشات کو کیسے بڑھاتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو دوزخ تک پہنچا کر ہی دم لیتا ہے ۔مثلاً مال انسان کی ضرورت ہے ۔اس کے بغیر اس کی زندگی نہیں گزر سکتی ۔اس مقصد کے لیے اللہ نے اس کے دل میں مال کی طلب اور خواہش رکھی کہ انسان محنت کرے اور اپنے لیے زندگی کی اچھی گزران کا بندوبست کرے ۔شیطان انسان کو مال کی کثرت کی طرف مائل کرتا ہے اس کی خواہشات کو بڑھاتا ہے ۔کھانا، کپڑے، جوتے، سامانِ زندگی زیادہ سے زیادہ کی طلب ۔۔اعلیٰ سے اعلیٰ کی دوڑ ۔۔مقابلہ معیارِ زندگی (status) کی دوڑ ۔۔اور اس دوڑ کو ضروریات سے بڑھا کر تعیّشات تک لے جاتا ہے ۔پھر نمائش تک بڑھاتا ہے ۔پھر مقابلے میں سب سے آگے بڑھنے کی ترغیب دیتا ہے ۔اور اس دوڑ میں انسان اگر اس کا شکار ہو جائے تو حلال و حرام کا فرق بھول جاتا ہے ۔پھر رشوت، کرپشن، سود، ملاوٹ، ناجائز منافع خوری ۔۔اس سے بھی آگے بڑھ جائے تو چوری، ڈاکہ، قتل و غارت، جائدادوں پر ناجائز قبضہ ۔۔۔اور اس کی تو کوئی انتہا نہیں رہتی حتیٰ کہ اللہ نے خود فرمادیا: (الھا کم التکاثر) "انسان کو کثرت کی خواہش نے ہلاک کر دیا ہے ۔"

اسی طرح جنسی خواہش جو انسان کی افزائش نسل کے لیے ضروری ہے اس کو بڑھا کر زنا، لواطت، ہم جنس پرستی اور دور جدید کے sex workers تک لے جاتا ہے ۔

اس نے انسان کو بہت خوبصورت شکل میں پیدا کیا اور اس کے اندر بننے سنورنے

اور اپنے آپ کو جمیل بنانے کی خواہش رکھی تا کہ زوجین کے درمیان محبت بھی رہے اور انسان کی جمالیاتی حس کی تسکین بھی رہے۔انسان کی اصل زینت لباس، زیورات اور چہرے اور بالوں کے سجانے سنوارنے سے ہی ہوتی ہے۔ان ساری خواہشات کے ساتھ ساتھ اللہ نے اخلاقی ضابطے بھی بنائے اور مرد و خواتین (خصوصاً خواتین) کو پابند کیا کہ وہ لباس کیسا پہنیں اور سجاوٹ بناوٹ کس دائرے کے اندر کریں۔

انسان کے حسن و جمال کی حس کو بڑھا دیتا ہے۔عورتوں کو ایک دوسرے سے حسین نظر آنے کی دوڑ میں لگا دیتا ہے۔اداروں میں، کالجز میں، شادی بیاہ کی تقریبات میں اس خواہش کو بے لگام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔معرکہ خیر وشر میں اللہ نے اس سے کہا تھا:

تو جس جس کو اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا لے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا، مال اور اولاد میں ان کے ساتھ ساجھا لگا، اور ان کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیات نمبر 64)

وہ اپنے سوار اور پیادے آج کل میڈیا کے ذریعے چڑھا لاتا ہے۔جو گلیمر، چکا چوند کے ذریعے جذبات ابھارتے ہیں۔نت نئی ترکیبات حسن۔۔نت نیا لباس۔۔اور تمال الابلا۔۔۔اس خواہش (حسن و زینت) کو اتنا بڑھا دیتا ہے کہ لباس کم سے کم ہوتا جاتا ہے، حسن و زینت نمایاں ہوتی جاتی ہے۔اسی کو تبرج جاہلیہ کہا گیا ہے۔

(عورت) حیا کو بھول کر۔۔ہر طرح سے اپنا حسن نمایاں کرنے کی فکر میں اس قدر مبتلا ہو جاتی ہے۔۔کہ فحش او رعریانی کی حد تک چلی جاتی ہے۔حتیٰ کہ عالمی مقابلہ حسن! دراصل عالمی مقابلہ فحاشی و عریانی بن جاتا ہے۔۔۔۔!

دیکھیں کس طرح۔۔خوبصورت لباس و زینت کی معصوم خواہش سے آغاز کر کے مقابلے کی دوڑ میں شیطان لباس کے مقاصد کو ختم کر کے انسان کو پاتال میں گرا دیتا ہے۔جب عورت کی حیا رخصت ہو جاتی ہے اور وہ مجسم حسن بازار بن کر بازاروں میں آ جاتی ہے تو اس کا نتیجہ پھر بے لگام جنسی خواہشات کی صورت میں نکلتا ہے۔اور اس معاشرے میں

زنا اور نا جائز تعلقات کی کثرت ہو جاتی ہے۔اور شیطان شادیانے بجاتا ہے۔۔کہ اس نے آدمؑ کی اولاد میں سے اکثریت کو دوزخ کی راہ دکھا کر اس سے بدلہ لیا ہے۔

شیطان انسان کے غلط اعمال کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے اور اچھے اعمال سے اس کا دل تنگ کرتا ہے۔

''نوجوان لڑکیوں میں ذہنی و جسمانی بیماریوں کا بڑھنا محض اس سبب سے ہے کہ آج انسان، بالخصوص نوجوان''لڑکیوں کی قدر و قیمت ان کی ظاہری و نمائشی شخصیت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔جب کہ اندر کا انسان کسی کے لیے قابلِ توجہ نہیں رہا۔''تعلیمی اداروں میں وہ نوجوان لڑکیاں خوش قسمت تصور کی جاتی ہیں جن کو کلاس میں اور اب فیس بک پر زیادہ لائکس ملتے ہیں جب کہ اچھی جسمانی صحت (فٹنس) نہ رکھنے والی مایوسی، تنہائی کا شکار ہو کر ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہی ہیں۔

ایک سفر کے دوران پیش آنے والا واقعہ میرے لے بہت سبق آموز تھا۔ہم کچھ بہنیں کراچی ائیر پورٹ پر واش روم میں وضو کے لیے گئیں۔ہم سب حجاب میں ملبوس تھیں۔ایک خاتون داخل ہوئی اور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی نوک پلک درست کر نے لگی۔واش روم میں کام کرنے والی آیا آگے بڑھی اور فرمایا ''میڈم جی! سلام''۔ ''میڈم جی بہت اچھی لگ رہی ہیں''۔میں اس کے جملوں پر چونکی اور نگاہ بھر کر دیکھا۔اس خاتون کے کھلے بال، گہرا سانولا رنگ، موٹا بے ڈول جسم، بے طرح تھوپا ہوا میک اپ اور پینٹ شرٹ میں ملبوس۔حقیقتاً عجیب الخلقت مخلوق نظر آ رہی تھی۔کم از کم اسے دیکھ کر مجھے تو ترس آنے لگا۔اور سوچا کاش اس نے اپنے جسمانی توازن کے مطابق ہی حلیہ بنایا ہوتا بھلے پردہ نہ کرتی۔لیکن وہ تو اس سے بھی عاری تھی۔شیطان کتنا بڑا وار کر گیا۔وہ تو بیچاری یہی سمجھ رہی ہو گی ''میں بڑی اچھی لگ رہی ہوں''۔اور تباہی کے راستے پر چلتی رہے گی جب تک اللہ اس کو کسی طریقے سے ہدایت نہ دے۔

فیس بک پر شریف گھرانوں کی لڑکیوں کی تصاویر سیلفیز (selfies)۔اور اس کے نیچے سینکڑوں likes۔یہ کس کے حملے ہیں؟؟

میں نے اپنے شریف خاندان کی شریف والدین کی دو بیٹیوں کی اکٹھی بنائی گئی سیلفی فیس بک پر دیکھی جس کے نیچے کسی نے لکھا ہوا تھا two beauties اور باقی سب نے لائک کیا ہوا تھا۔میرا دل کٹ کر رہ گیا۔کوئی بتا دے ان سب beauties کو کہ یہ شیطان کے جال ہیں۔اس کے حربے ہیں جس میں اس نے ان کو پھانس رکھا ہے۔

مالک تو کہتا ہے۔

اے محمدؐ، ان سے کہو، کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نا کام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری سعی و جہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔

(سورۃ الکھف آیت نمبر 103-104)

شیطان کے حملوں سے چوکنا رہیں۔وہ لڑکیوں کو حیاداری اپنانے سے منع کرتا ہے کہ تم ستر سال کی بوڑھی لگو گی۔"تمہارے لیے اچھے رشتے نہ آئیں گے۔"

آگاہ رہیں اس نے ہر دور میں اپنے باطل قوانین کو"جدیدیت"اور روشن خیالی قرار دیا اور اللہ کے دین اور نبیوں کے پیغام کو پرانے زمانے کی کہانیاں کہا۔

اربوں سال پہلے نوحؑ کی قوم نے کہا "ھذا اساطیر الاولین (یہ پرانے زمانے کی کہانیاں ہیں)"۔ فرعون اور اس کے پیروکاروں نے کہا یہ موسیٰؑ ہمیں ہماری شاندار تہذیب سے دور کرنے آئے ہیں۔آج بھی اس کے یہی حربے ہیں۔شیطان کے نزدیک جو اللہ کے دین سے جتنا دور ہے وہ اتنا ہی آزاد خیال ہے۔جب کہ اللہ کہتا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۵۷)

جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے

لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔(سورۃ البقرہ آیت نمبر 257)

یادرکھیں بے حیائی میں اس لیے مبتلا نہ ہوں کہ اچھے رشتے نہ آئیں گے۔اچھی شریف لڑکیوں کے لیے اچھے شریف گھرانوں سے رشتے آتے ہیں۔

البتہ شیطان کی پیروی کرنے والون کے لیے شرفاء کے گھرانوں سے رشتے نہیں آتے۔شیطان کے پیروکاروں سے ہی پیغام آتے ہیں۔

عصرِ حاضراور دجالی فتنہ

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ اور اپنی امت کو بار بار فتنہ دجال سے ڈرایا اور صحابہ کرامؓ کو سامنے بٹھا کر اس فتنے سے بچنے کی دعا پڑھائی۔صحابہ کرامؓ اس فتنے سے بہت چوکنے اور خوفزدہ رہتے تھے۔ایک صحابی صحابہ کرامؓ کی اس کیفیت کا احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"گویا ہم کو ایسا گمان ہوتا ہے کہ دجال (یہیں قریبی کسی) کھجوروں کے باغ میں موجود ہو۔(صحیح مسلم۔حدیث 2250)

صحابہ کرامؓ جس چیز سے ڈرتے تھے وہ دجال کا فریب اور دھوکہ تھا۔احادیث مبارکہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ دجال کا فریب ہمہ جہت(multidimensial) ہوگا۔

آج کا دجالی میڈیا باطل پر سچ کی ملمع کاری کر کے اس طرح پیش کرتا ہے کہ دیکھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ بالکل سچ ہے۔

دجالی میڈیا نفسانی خواہشات کو ابھارتا ہے۔نوجوان نسل کو شہوات کے نشے میں غرق کرتا ہے۔گلیمر اور چکا چوند کے سحر میں مبتلا کر دیتا ہے۔مادیت اور فیشن مقابلے میں لگا دیتا ہے۔

☆ دجال کا وار عورتوں بچوں اور نوجوانوں پر شدید ہوتا ہے۔

☆ دجال کی سحرانگیزی (Mind Control) کس طرح اذہان کو متاثر کرتے ہیں۔ان کے منصوبے طویل المعیاد ہوتے ہیں۔حیا سوز مناظر کس طرح دکھائے جاتے ہیں۔کس منصوبے سے آنکھوں سے حیا ختم کی جاتی ہے۔غور کریں۔

☆بچوں کے کارٹون، فلمیں، باربی ڈول ان سب پر غور کریں تو اندازہ ہوگا۔ایک چھوٹی بچی ہوش سنبھالتے ہی اپنی پسندیدہ گڑیا کو کس لباس (یا بے لباسی کے عالم) میں دیکھتی ہے؟؟

☆۔کارٹونز اور فلموں میں کرداروں کا لباس کیسا ہوتا ہے۔؟

☆سکول بیگ، پینسل باکس اور دیگر استعمال کی اشیاء پر کیسی تصاویر اس کے سامنے رہتی ہیں؟

☆ویڈیو گیمز میں عورت کا کون سا حلیہ اور روپ ہر وقت بچہ/بچی دیکھتی ہے؟

☆الیکٹرانک میڈیا سحر انگیزی کی طاقت رکھتا ہے۔بچوں کے اذہان/سوچوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

☆جوان ہونے تک بچوں کے اندر سے کم لباسی،عریانی و فحاشی کی کراہیت ختم ہو چکی ہوتی ہے۔

☆اگر بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت کا کوئی بندوبست نہ ہو تو بندر کی طرح بند آنکھوں سے ہر طرح کے الٹے سیدھے فیشن کرتے نظر آتے ہیں۔

مادیت اور صنعتی ترقی کا فتنہ

لباس اور فیشن کو متاثر کرنے میں بڑا کردار صنعتی ترقی کی آڑ میں مادیت کی دوڑ کا بھی ہے۔انڈسٹری کی بقاء اس میں ہے کہ فیشن تیزی سے بدلتے رہیں۔

اگر دیکھا جائے تو اس وقت مارکیٹ میں برانڈز (Brands) کی ایک دوڑ نظر آتی ہے۔مہینوں پہلے آنے والے رواج کے لیے ذہنی تیاری کرائی جاتی ہے۔گرمی سے قبل لون کے ہوشربا، بے حیا اشتہارات سے سڑکیں بھر دی جاتی ہیں۔اس میں ایک جانب ہر آنے جانے والے کی حیا کو ختم کیا جا رہا ہوتا ہے دوسری جانب شیطانی تہذیب کے کارندے خواہشات کو ابھارتے ہیں کہ لوگ نئے سے نئے برانڈز کے کپڑے خریدنے پر مجبور ہو جائیں۔

بڑے بڑے (five star) ہوٹلز میں نمائشیں لگائی جاتی ہیں۔

ہر برانڈ والے اپنے مستقل گاہکوں کے فون نمبرز محفوظ رکھتے ہیں رابطہ کر کے اُکساتے رہتے ہیں۔

سوٹوں کی تشہیر کی باقاعدہ کتاب (catalogue) بنا کر گاہک کے آگے رکھی

جاتی ہے۔

مقابلے اور اشتہارات کی اس دوڑ نے معاشرے کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ ایک جانب کرپشن، بد دیانتی، عمومی طور پر معاشرے میں خوفِ خدا کم ہونے کی وجہ سے ہوشربا مہنگائی ہے اور دوسری جانب میڈیا پر دکھایا جانے والا گلیمر۔نت نئے اشتہارات اور چوکوں چوراہوں پر لگے بل بورڈز ہیں۔جو انسان کے اندر طلب اور اشتہا کا اضافہ کرتے ہیں۔میڈیا دیکھنے والی نوجوان نسل ایک خیالی دنیا میں رہتی ہے۔خوابوں کے جال بنتی ہے اور عملی زندگی میں جب وہ خواب ٹوٹتے ہیں تو معاشرے میں نفسیاتی امراض، ڈپریشنز پیدا ہوتے ہیں اس سب کے نتیجے میں مزاجوں میں چڑ چڑا پن، غصہ اور عدم برداشت بڑھتا ہے۔چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں بھی دیگر دنیا کی طرح شرح طلاق دن بدن بڑھ رہی ہے۔آج سے چند سال قبل تک پاکستان ان ممالک میں شامل تھا جہاں طلاق کی تعداد بہت کم تھی۔لیکن اس وقت کے اعداد وشمار کے مطابق یہ شرح ہوشربا حد تک بڑھ چکی ہے۔بے شک اس کی تہہ میں اور بھی بہت سے عوامل ہیں لیکن مجموعی طور پر دین سے دوری، تقویٰ کی کمی، مادیت پرستی، نفسیاتی امراض غصہ اور عدم برداشت بے حجابی و فحاشی ہی عمومی وجوہات ہیں۔

یوں دیکھیں۔شیطان کس طرح "الھکم التکاثر" کی دوڑ میں لگا رہتا ہے، پھر جذبہ نمائش کو بڑھاتا ہے، ہر عورت کو دوسری سے خوبصورت نظر آنے پر اکسا کر جمال سے آگے عریانی تک لے جاتا ہے۔جس کا لازمی نتیجہ افراد کی ذہنی پرگندگی، جنسی بے راہ روی، فحاشی اور معاشرتی انتشار کی صورت میں نکلتا ہے۔

سچ فرمایا تھا نبی صادق ومصدق ﷺ نے ''جب تجھ میں حیا نہیں تو جو جی چاہے کر''(صحیح بخاری)

پاکستان کے قومی لباس میں تغیرات

پاکستان دنیا کے ان چند ممالک میں سے ایک ہے جس کا قومی لباس اسلام کے مقرر کردہ معیار پر پورا اترتا ہے۔ہماری روایات بہت خوبصورت لباس کے ساتھ ساتھ اس

کے ساتر ہونے کی رہی ہیں۔ بڑے گھیر کی شلوار، لمبی ساتر قمیض، پوری آستینیں، سر پر چادر یا دوپٹہ۔ لیکن پاکستان کے اس لباس کا پچھلے چھ سات سال میں کیا حشر کر دیا گیا۔ ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت ہمیں ایک عجیب مقام پر لا کھڑا کیا گیا ہے۔ ہماری قوم کی غیرت اور دینداری چیلنج کی گئی ہے۔ قوم کے تعلیمی نظام کے ذریعے اس کا رشتہ رفتہ رفتہ قرآن و حدیث سے کاٹا گیا۔ حیا کا جذبہ ویلنٹائن ڈیز اور دیگر اس طرح کے ذرائع سے سرد کیا گیا (الا ماشاءاللہ) دین سے دوری، خدا سے بے خوفی اور اسلام دشمن منصوبہ بندیوں سے پچھلے چند سالوں میں لباس میں جو تغیرات آئے ہیں وہ ہوشربا ہیں۔ میں اپنے کلینک میں آنے والی خواتین کو دیکھتی ہوں۔ تقریباً 20-25 سال قبل اگر ماں بیٹی کلینک میں آتیں تو ماں بڑی چادر اور بیٹی عموماً گاؤن میں ملبوس ہوتی تھی۔

اگلے دس سالوں میں ماؤں کی چادر چھوٹی ہوتی گئی اور بیٹیوں کے گاؤن غائب ہو گئے۔

اس کے بعد ماؤں کی چھوٹی چادر اتنی پتلی ہو گئی کہ پہنے ہوئے کپڑوں کا پرنٹ صاف نظر آتا تھا۔ بیٹیوں کے سر سے دوپٹے اتر گئے۔

پھر آستینیں چھوٹی ہونی شروع ہوئیں اور کپڑے اتنے پتلے ہونے لگے کہ تنہائی میں لے جا کر کبھی کبھی کہنا پڑتا کہ بیٹے یہ آپ نے کیا پہنا ہوا ہے۔؟

اس کے بعد تو غضب ہو گیا آستینیں غائب ہونے لگ گئیں یا برائے نام رہ گئیں اور چست پاجامے (tights) آ گئے۔ ایسے کہ جیسے بس ٹانگیں ہی رنگین ہو گئیں شلوار یا پاجامہ تو شاید ہے ہی نہیں۔ چست پاجامے تو پہلے بھی ہوتے تھے لیکن ان کے گھیر کھلے ہوتے تھے اور صرف ٹخنوں کے پاس چست ہوتے تھے۔ اب تو حد ہی ہو گئی ہے۔ لمبی قمیض کے لمبے چاک اور دل کو تسلی کہ قمیض تو لمبی پہنی ہے (حالانکہ چلتے ہوئے ساری ٹانگ برہنہ نظر آتی ہے۔)

اب اس کی شاید آخری سٹیج بھی آ رہی ہے جب پاکستانی عورت کا لباس گوروں کی طرح دو کپڑوں پر مشتمل تیار کیا جا رہا ہے (بلکہ ڈیڑھ کپڑا)۔ شارٹ شرٹ (آدھی قمیض) اور tights (دوپٹہ کا تصور تو دین بیزار طبقہ میں ختم ہو چکا ہے)۔

غور کریں کس طرح رفتہ رفتہ شیطان اور اس کے حواری ہماری غافل قوم کو اپنے

ڈھب پر لے آئے ہیں۔پہلے باربی ڈالز،کارٹونز،میڈیا کے ذریعے برین واش کیے گئے خودی کو تعلیم کے تیزاب میں ڈال کر بھسم کیا گیا کہ غیر قوموں کی نقالی کچھ مشکل نہ رہے۔مردوں کی غیرت وحمیت پر مادیت کا پردہ ڈال دیا گیا۔نت نئے فیشن اور برانڈز کی دوڑ میں کبھی شرٹ اتنی لمبی کی گئی کہ ٹخنے بھی ڈھکنے لگی (جنہیں گاؤن پہننا گوارا نہ تھا فیشن کے نام پر کفتان پہن لیے)۔پہلے کھلے پاجامے لائے گئے پھر دیکھتے ہی دیکھتے دکانیں تنگ پاجاموں سے بھر گئیں اور اب اشتہارات میں ماڈلز سکرٹ اور برہنہ ٹانگوں میں نظر آرہی ہیں۔۔۔۔اگر ارباب عقل ودانش نے کوئی قدم نہ اٹھایا تو چند سال بعد پاکستان کی سڑکوں کا نقشہ کیا ہوگا؟

پاکستانی کھلاڑیوں کا لباس

کچھ عرصہ قبل پاکستان کے ایک کرکٹر نے ہندستانی ٹینس پلئیر سے شادی کی تو اخبارات میں اس کے لباس پر بہت تنقید ہوئی۔حتیٰ کہ اسے معذرت کرنی پڑی کہ ''اگر ٹینس کے ڈریس کوڈ کی مجبوری نہ ہوتی تو میں کبھی شارٹس نہ پہنتی''۔(کاش اس لڑکی کو معلوم ہوتا کہ کوئی مجبوری مسلمان ہونے کی بھی ہے۔کوئی مجبوری دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچنے کی بھی ہے)۔

لیکن اس وقت اپنے ملک میں فٹبال کی کھلاڑی لڑکیاں نیکرز پہن کر کھیل رہی ہیں۔اسکوائش کھیلنے والی منی سکرٹ پہن کر کھیل رہی ہیں۔!!

حیرت ہے کہ پاکستانی قوم کے غیرت مند مرد اور علماء آواز کیوں نہیں اٹھا رہے۔!!

ہماری دین سے دوری،والدین کی غفلت یہود ونصاریٰ کی اندھی تقلید،بے دین نظام تعلیم،فیشن اور گلیمر میں مسابقت کی دوڑ ہمیں کہاں لے آئی ہے!!

''فاعتبروا یا اولی الابصار''

فتنوں پر فتنے نازل ہو رہے ہیں۔بم دھماکے،زلزلے،سیلاب،ہوشربا مہنگائی،اولادوں کا نافرمان ہوجانا،دوسری قوموں کا ٹوٹ پڑنا۔ان کی مادی وجوہات کچھ بھی ہوں اصل میں یہ اللہ کے عذاب ہیں۔جو قوم کی اجتماعی غلط کاریوں کی وجہ سے نازل

ہوئے ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی قوم ایسی نہیں کہ اس نے بدعہدی کی اور ان کے درمیان قتل و غارت نہ بڑھ جائے۔کوئی قوم ایسی نہیں کہ اس میں فحاشی عام ہو جائے اور اس پر موت نہ مسلط ہو اور کوئی قوم ایسی نہیں کہ زکوٰۃ دینا چھوڑ دے اور اللہ نے اس کی بارش نہ روک لی ہو۔"

(مستدرک۔حاکم۔حدیث 2529)

ہمیں ہوش کب آئے گی ؟ کب رجوع الی اللہ کریں گے؟ کس دن کے منتظر ہیں؟ کب اللہ کی پکار سنیں گے؟ جو کہہ رہا ہے اے میرے مومن بندو میری طرف پلٹ آؤ تا کہ کامیابی حاصل کرلو۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۳۱)

اے مومنو تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

(سورۃ نور آیت نمبر 31)

اے قوم کے بیٹو اور بیٹیو! آؤ رجوع الی اللہ کریں اور ہر معاملے میں اپنے رب کے احکام کی پیروی کا عہد کریں۔

عمومی سوالات وعذرات

اکثر مکمل لباس کی بات ہوتی ہے تو نوجوان نسل کی طرف سے چند سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔مثلاً کیا اسلام شخصی آزادی کے خلاف ہے! کیا یہ پابندیاں مولویوں کی لگائی ہوئی ہیں۔قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ سر ڈھکا جائے ؟؟ قرآن میں دوپٹے کا ذکر نہیں۔!! حیا تو نظر میں ہوتی ہے۔تقویٰ تو دل میں ہوتا ہے، کیا اسلام فیشن کے خلاف ہے؟ سر پر بندھے کپڑے سے خدا کو کیا سروکار؟ یہ جسم اور بال خدا نے دیے ہیں پھر وہ انہیں چھپانے کو کیوں کہنے لگا؟ وغیرہ۔

اس ضمن میں پہلی تو بات یہ ہے کہ قرآن بنیادی اصول وضوابط دیتا ہے۔ان اصول وضوابط کی روشنی میں مکمل شریعت نبی کریم ﷺ نے وضع فرمائی صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ

نے اس پر عمل کر کے مثالیں قائم کی ہیں تو اسلامی نظام کی مکمل تصویر ہمارے سامنے آئی۔ اِسی لیے کلمہ طیبہ صرف لا الہ الا اللہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ ہمیں ان سوالات کے جوابات قرآن کے ساتھ ساتھ سنتِ رسول ﷺ اور دورِ صحابہؓ وصحابیاتؓ میں تلاش کرنے ہیں۔

دوپٹہ اور قرآن

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے گھر کے اندر ستر کے احکامات تفصیل سے دیے ہیں۔ جو ہم دوبارہ پڑھ لیتے ہیں۔

اور اے نبیؐ، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔ بجز اُس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو عورتوں کے پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے اے مومنو، تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔ (سورۃ نور آیت نمبر 31)

اس آیت کی تشریح میں صاحب تفہیم القرآن لکھتے ہیں: دوپٹے کے لیے قرآن میں لفظ "خمر" استعمال کیا گیا ہے۔ "خُمُرِھِن" کہا گیا۔ اپنے دوپٹے۔ یعنی دوپٹے تو زمانہ جاہلیت سے عرب کی عورتیں استعمال کر رہی تھیں لیکن سر لپیٹ کر پیچھے ڈال لیتی تھیں (جیسے ہمارے ہاں کشمیر کی بوڑھی عورتیں کرتی ہیں) سامنے گریبان کا ایک حصہ کھلا رہتا تھا جس سے گلا اور سینے کا بالائی حصہ صاف نمایاں ہوتا تھا۔ اس آیت کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں میں دوپٹہ رائج کیا گیا، جس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آج کل کی صاحبزادیوں کی طرح اسے بل دے کر گلے کا ہار بنا لیا جائے، بلکہ یہ تھا کہ اسے اوڑھ کر، سر، کمر، سینہ سب اچھی

طرح ڈھانک لیے جائیں۔اہلِ ایمان خواتین نے قرآن کا یہ حکم سنتے ہی فوراً جس طرح اس کی تعمیل کی اس کی تعریف کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو رسول اللہ m سے اس کو سن کو لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں کو اس کی آیات سنائیں۔انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہ تھی جو ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنایا اور اوڑھ لیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں مسجدِ نبوی میں حاضر ہوئیں سب دوپٹے اوڑھے ہوئے تھیں۔اسی سلسلے کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ مزید تفصیل یہ بتاتی ہیں کہ عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر اپنے موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دوپٹے بنائے۔

(ابن کثیر ج ۳،۲۸۴۔ابوداؤد، کتاب اللباس)

یہ بات ہے کہ دوپٹہ باریک کپڑے کا نہ ہونا چاہیے،ان احکام کے مزاج اور مقصد پر غور کرنے سے خود ہی آدمی کی سمجھ میں آجاتی ہے، چنانچہ انصار کی خواتین نے حکم سنتے ہی سمجھ لیا کہ اس کا منشا کس طرح کے کپڑے کا دوپٹہ بنانے سے پورا ہو سکتا ہے لیکن صاحب شریعت m نے اس بات کو بھی صرف لوگوں کے فہم پر نہیں چھوڑا بلکہ خود اس کی تصریح فرمادی۔دِحیَہ کَلبی کہتے ہیں کہ نبی m کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ کی (قبَـاطِـی) آئی۔آپ m نے اس میں سے ایک ٹکڑا مجھے دیا اور فرمایا ایک حصہ پھاڑ کر اپنا کرتہ بنا لو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لیے دے دو، مگر ان سے کہہ دینا کہ تـجعل تـحته ثوباً لا یصفها، ''اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے'' (ابوداؤد، کتاب اللباس)۔

اس تشریح سے جو بات سمجھ آتی ہے:

☆ ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ عورتیں باحیا ہوں۔ان کی نگاہیں بھی نیچی رہیں اور ستر مکمل طور پر ڈھکے ہوں (مکمل لباس پہنیں)۔

☆ ۔دوسری بات اپنی زینت بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں سوائے اپنے محرم رشتہ داروں کے

۔اب اس پر غور کریں ۔کیا بالوں کے بغیر عورت کی زینت مکمل ہوتی ہے۔۔؟؟اس نے کفتان پہنا ہو، پاجامہ یا لہنگا و غرارہ لیکن اس کے سر پر بال نہ ہوں اس کا حسن کیا ہو گا؟؟ اس کی زینت کیا ہو گی ۔؟؟ کون سی مائیں اپنے بچوں کے لیے ایسی دلہنیں پسند کریں گی ۔؟؟ پہلے لمبے گھنے بال زینت ہوتے تھے ۔پھر بوائے کٹ ، بے بی کٹ ، ڈیانا کٹ اور پتہ نہیں کون کون سے ہیئر سٹائل آ گئے ۔انداز کچھ بھی ہو شادی میں سر پر بال نہ ہوں تو لڑکیوں کی سجاوٹ کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے اگر بال زینت نہ ہوتے تو شاید آج کسی عورت کا سر ننگا نہ ہوتا

دوپٹے پر اعتراض ہے ہی کس لیے ۔؟مغرب کو بھی مسلمان عورت کے اسکارف اور حجاب پر کوئی اعتراض نہ ہوتا ۔یہ شیطان کا بہت بڑا وار ہے کہ اگر تمام عورتیں سر ڈھک لیں تو اس کے حواریوں کی معیشت کا پہیہ بھی جام ہوتا ہے ۔سوچیں کتنی بڑی انڈسٹری فلاپ ہو جائے گی ۔طرح طرح کے شیمپو، ہیئر پنز، ہیئر بینڈز، ہیئر کلرز، ہیئر کلپس ، ہیئر سیلون اور نہ جانے کیا کیا۔!!

ویسے بھی قرآن پاک میں الگ الگ اعضا ڈھانپنے کا ذکر نہیں کہ بازو ڈھکو، ٹانگیں ڈھکو وغیرہ تمام مرد و خواتین کو ستر ڈھکنے کا حکم ہے اور عورتوں کو اضافی طور پر بناؤ سنگھار اور زینت چھپانے کے ساتھ ساتھ گھر کے اندر خصوصاً سینہ ڈھکنے کا اور گھر سے باہر مکمل حجاب کا حکم دیا گیا۔

حیا نظر میں اور تقویٰ دل میں ہوتا ہے

جی ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ حیا اور تقویٰ دونوں ہی دل میں ہوتے ہیں۔ نظر نہیں آتے جیسے بیج بھی زمین میں ہوتا ہے نظر نہیں آتا لیکن اس بیج سے پھوٹتا ہوا پودا اور پھل پھول زمین کی سطح پر نظر آتے ہیں تو ہمیں علم ہوتا ہے کہ یہ کون سا پودا ہے ۔بیمار بیج ہو تو بیمار فصل اگتی ہے ۔اعلیٰ بیج ہوں تو اعلیٰ پودے خوب پھل پھول لاتے ہیں ۔ایمان اعلیٰ قسم کا بیج ہے۔

تقویٰ اور حیا اس کی اعلیٰ خصوصیات ہیں اور عملِ صالح اس کا پودا ہے ۔جبکہ امانت و

دیانت، عدل و انصاف، سچائی ، حسنِ خلق، لباس التقویٰ ، حجاب ، وفا شعاری اس کے اعلیٰ اور میٹھے پھل ہیں جن سے سارا معاشرہ مستفید ہوتا ہے۔ پیارے اللہ نے اس کو کلمہ طیبہ کی مثال سے واضح کیا ہے۔

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت ، جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں ہر آن وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے یہ مثالیں اللہ اس لیے دیتا ہے کہ لوگ اِن سے سبق لیں۔ (آیات سورۃ ابراہیم 25-24)

جن کے دل میں ایمان تقویٰ اور حیا ہوتی ہے۔ ان کا ظاہر بھی اس کے مطابق ہوتا ہے۔ (ہاں اگر کسی کے دل میں خبث ہو اور ظاہر بناوٹی طور پر اچھا ہو تو وہ منافق ہے)

اگر ہم کہیں کہ ہمارے دل میں ایمان ہے اور ہمارا کردار، لباس، ظاہر، یہود و نصاریٰ اور کفار جیسا ہو تو پھر ایمان بھی مسلمانوں والا نہیں۔ انہیں لوگوں والا ہے۔

ہمیں کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔ اللہ نے قرآن کے بالکل شروع میں فرمادیا ہے:

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور یومِ آخر پر حالانکہ وہ درحقیقت مومن نہیں اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور بڑھا دیا ہے۔''

(سورہ البقرہ آیات نمبر 10-9-8)

یعنی ایمان پر دعوے کی تصدیق اگر عمل سے نہیں ہوتی تو یہ دل کی بیماری کی علامت ہے تقویٰ کی نہیں۔!!

''اس بات پر بھی غور کریں کہ قرآن پاک کی وہ آیات جن میں رسول ﷺ کی پاک بیبیوں، بیٹیوں اور عام مسلمان عورتوں کو بڑی چادر سے اپنے جسم ڈھانپنے کا کہا گیا ہے، وہ کیوں نازل ہوئیں ہیں؟ کیا نعوذ باللہ حضور ﷺ کی بیویاں نیک دل نہ تھیں، کیا ان کی آنکھ میں حیا نہ تھی اور کیا ان کی نیت صاف نہ تھی کہ ان کو ستر پوشی کے احکام دیے گئے؟

وہاں تو کہا ہی یہ گیا کہ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے بہتر ہے۔کیا قرآن کے اندر یہ لکھا ہے کہ جن کے ''دل میں حیا'' ہے وہ بے شک تو کیا لباس کو بھی اتار کر رکھ دیں؟

اگر بات صرف قلبی جذبات اور روح کی ہے تو نماز کی اصل روح عاجزی و انکساری ہے، روزہ کی اصل روح تقویٰ ہے، حج کا حقیقی مدعا ذہنی انقلاب ہے۔تو کیا ان عبادات کی ظاہری شکلوں کو ختم کر دیا جائے؟ پھر یہ کیسی نیک نیتی ہے جو اعمال سے ظاہر نہیں ہوتی۔''دل میں پردہ'' اور سر سے پاؤں تک ''بے پردہ'' ہے۔بازار جاتی ہے تو بن ٹھن کر، شادی بیاہ پر ہر عورت دلہن بن کر نامحرم مردوں کو دعوت نظارہ دے رہی ہوتی ہے۔سکولوں اور کالجوں میں غرض کسی جگہ چلے جایئے اور دل کے پردے کے مظاہرے دیکھیے۔''آنکھ میں حیا'' ہے اور بے حیائی کے کاموں میں دن رات مصروف ہے۔ماڈل گرل اور سیل گرل بن کر تاجروں کی تجارت کو فروغ دے رہی ہے۔فلم اور ٹی وی ایکٹرس بن کر فلموں میں عشقیہ و فحش گانے گا رہی ہے، ناچ رہی ہے۔اور ثقافتی طائفوں میں شریک ہو کر اپنے فن سے انارکی پھیلا رہی ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ اس کے دل میں پردہ ہے اور اس کی آنکھ میں حیا ہے۔کیا یہی حیا کے حقیقی تقاضے ہیں؟ کیا نیک نیت ہونے کا یہی مدعا و مقصد ہے؟ اللہ کا دین تو اتنا لطیف ہے کہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ عورتیں ایسی خوشبو لگا کر باہر نکلیں جو باعث کشش ہو، یا ایسا زیور پہن کر نکلیں جس کی جھنکار غیر مردوں کو متوجہ کرے اور فتنے کا باعث بنے۔

اے عزیز مسلمان بہنو! ایک مومن اللہ کے احکام کا پوری طرح پابند ہوتا ہے۔وہ عمل نہ کرنے کے عذرات نہیں تراشتا۔ایسا تو منافقین یا فاسقین کرتے ہیں۔مومن تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ کے احکامات میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔(حجاب امت مسلمہ کا شعار)

کیا اسلام جدید فیشن کے خلاف ہے!

یہ بات نہ معلوم کیوں تصور کر لی گئی ہے کہ جو دیندار ہو گا وہ فیشن نہ کرے گا اور جو فیشن ایبل ہے وہ دیندار نہیں۔فیشن کیا ہے؟؟ روش، طریقہ یا رواج۔۔رواجات بدلتے رہتے ہیں۔اور یہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے انسانی فطرت تغیر پسند ہے۔کوئی ایک

چیز مسلسل کھانے کو دی جائے تو چند دن بعد اس کا دل کھانے سے اچاٹ ہو جائے گا، ایک ہی لباس مسلسل نہیں پہن سکتا، ایک ہی جگہ پر اسے پابند کر دیں تو وہ قید تصور کرے گا۔ لہذا رواج یا فیشن کی تبدیلی عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ چاہے یہ رواج جدید کھانوں کا ہو یا جدید لباس کا نہ زینت ممنوع ہے نہ جدید فیشن۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

''کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا۔ اور کس نے اللہ کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں۔ کہو یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتاً انہی کے لیے ہوں گی۔'' (سورۃ الاعراف آیت نمبر 32)

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ساری زینتیں اور پاکیزہ چیزیں اپنے بندوں کے لیے ہی بنائی ہیں۔ نت نئی قسم کے کپڑے کاٹن، لان، کے ٹی، ریشم، شیفون (اور نہ جانے کتنی سینکڑوں قسمیں) سب اللہ کی بندیوں کے لیے ہیں۔ جیسے چاہیں اپنی ذہنی صلاحیتیں استعمال کریں اور ان سے نئے نئے ڈیزائن تخلیق کریں۔

بس ایک بات کا خیال رکھیں کہ مالک نے جو اصول وضوابط مقرر کیے ہیں ان کے پابند رہیں۔ جو پابندی اس نے لاگو کی ہے وہ نہ کریں گے تو باغی ٹھہریں گے۔ مستحق سزا ہوں گے۔ جرمانہ ہو گا۔ فرمانبرداروں کی فہرست سے خارج کر دیے جائیں گے۔ تو بہ نہ کریں گے تو عذاب کا خطرہ منڈلاتا رہے گا۔

لباس التقویٰ کے ضمن میں ہم سمجھ چکے ہیں کہ لباس کے تین مقاصد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں بتائے تھے۔

تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے، جسم کی حفاظت کا ذریعہ ہو، زینت کا ذریعہ ہو۔

اصل میں فیشن وہی حرام ہے جس میں اس ترتیب کو الٹ دیا جائے۔ ''ریش'' یعنی زینت کو اتنا بڑھا دیا جائے کہ سخت سردی کے موسم میں بھی لڑکیاں بغیر آستین کے یا شیفون کے لباس میں تقریبات میں پائی جائیں (اور ٹشو سے ناک رگڑتی رہیں)۔ اور ائیر

ہوسٹس کو انتہائی بلندیوں پر بھی درخواست کے باوجود ٹانگیں ڈھکنے کی اجازت نہ دی جائے۔

تمام شیطانی تہذیبوں میں زینت، چمک دمک، دکھاوا عریانی ہی لباس کی ترجیح ہوتی ہے۔ان کی ساری ''کیٹ واکس'' جو نیا فیشن متعارف کراتی ہیں اس میں لباس برائے نام ہوتا ہے۔لباس کے فیشن کے نام پر عریانی و فحاشی کی تشہیر ہوتی ہے۔زیادہ سے زیادہ موسمی لحاظ سے جسم کی حفاظت کا کچھ سامان ہو جاتا ہے۔یعنی ٹانگوں کو جرابوں (tights) سے اس طرح ڈھک لیا جاتا ہے کہ ٹانگ بھی نہ چھپے اور سردی سے بھی بچ جائیں۔مفلر اس طرح گردن کے گرد لپیٹ لیا جاتا ہے کہ ہیر سٹائل خراب نہ ہو۔گرم چادر بڑے سلیقے سے اس طرح کندھوں پر رکھ لی جاتی ہے کہ بال بھی نہ چھپیں اور نسوانی حسن بھی نمایاں رہے۔یعنی یہ ایسے فیشن ہیں جس میں مالک کا بنایا ہوا اولین مقصد کہ ''جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے'' بالکل پیشِ نظر نہیں رہتا۔کوئی اس کی طرف متوجہ کرے تو کہتے ہیں ''حیا تو دل میں ہوتی ہے۔'' ''مرد نظریں نیچی کریں ہمارے اوپر کیوں پابندی لگاتے ہیں۔''

یہ شیطان کے حربے ہیں اس نے تو عہد کر رکھا ہے کہ وہ ہماری گھات میں لگا رہے گا۔آگے سے، پیچھے سے، دائیں اور بائیں ہر طرف سے ہمیں گھیرے گا اور اس جنت میں داخل نہ ہونے دے گا جس سے وہ آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے نکالا گیا تھا۔لہٰذا ہر طرح کا فیشن حرام نہیں۔حرام کیا ہے؟ اللہ خود بتاتا ہے:

''کہو میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں۔بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو۔'' (سورۃ الاعراف آیت نمبر 33)

یعنی فیشن حرام نہیں بے شرمی حرام ہے۔ایسا فیشن جو حیا کے تقاضے پورے نہ کرتا ہو اور جو لباس ستر کو نہ ڈھکے وہ حرام ہے۔بغیر آستینوں کے قمیض (کھلے گریبان، کھلے چاک) فیشن نہیں بے حیائی ہے۔ایسے پاجامے یا شلوار جو ٹانگیں مکمل طور پر نہیں ڈھکتے اور ایسا چست لباس جس میں جسم کے تمام ابھار نمایاں ہوں وہ لباس کے نام پر بے لباسی ہے۔اور ممنوع ہے۔شیفون کی قمیصیں جن کے نیچے ادھورا کپڑا لگا ہو اور بازو

،گریبان جھلک رہے ہوں وہ ممنوع ہے۔

اِسی آیت میں حق کے خلاف زیادتی کو گناہ قرار دیا گیا ہے یعنی اپنی حدود سے آگے نکل جانا ۔اللہ کی حدود کو توڑ کر خود مختارانہ رویہ اپنانا اور شرک کرنا ۔

جب **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ لیا ہے اقرار کرلیا ہے تو لازماً اس معبود کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی ۔اس کے بنائے ہوئے ضابطہ اخلاق کے اندر اندر رہ کر فیشن کی آزادی ہے ۔قمیض لمبی پہنیں یا چھوٹی کوئی گناہ نہیں ۔ہاں اتنی لمبی نہ ہو کہ تکبر کی علامت بن جائے ۔اور اتنی چھوٹی نہ ہو کہ ستر کو ڈھکنے سے قاصر ہو۔

یاد رکھیں ۔۔ہمارا رب رؤوف الرحیم ہے وہ ایسا بادشاہ نہیں جو ظالم ہو۔اس نے جو حدود ہمارے لیے مقرر کی ہیں ان کے اندر خیر ہے ،رحمت ہے ،برکتیں ہیں ،آسانیاں ہیں ۔ان حدود سے باہر انتشار ہے ،بد امنی ہے ،بے سکونی ہے ،جھگڑے ہیں ،طلاقیں ہیں ،فساد ہے ،آگ ہی آگ ہے ۔دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ۔اس کے احکامات اور اس کے بنائے ہوئے نظام زندگی (code of life) پر عمل کرنے میں سراسر انسانوں کا ہی فائدہ ہے ۔جو منہ پھیرتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے ۔اللہ تو بڑا غنی ہے ۔

لٰہذا اللہ کے وہ بندے جنہوں نے اللہ کی غلامی اور بندگی کا عہد کیا ہے وہ ہر کام اور ہر فیشن کرنے سے قبل یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اللہ کی رضا اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہو۔ مسلمان کا لباس اس کی تہذیب کے مطابق ہونا چاہیے ۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عالی شان روایات کا عکاس ہونا چاہیے ۔اس دائرے کے اندر جتنے فیشن چاہیں کریں ۔کچھ بھی ممنوع نہیں ۔

اسلام اور شخصی آزادی

ستر وحجاب اور لباس کے بارے میں جب حدود وقیود کی بات کی جاتی ہے تو اس پر کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ انسان کی آزادی پر قدغن ہے اور ایک فرد کو یہ آزادی ہونی چاہیے کہ وہ جیسا چاہے لباس پہنے اور جیسے چاہے جیے!

دین اسلام وہ دین نہیں جو زبردستی کسی کو مسلمان بناتا ہو۔کسی نبی کو بھی یہ اجازت

نہ تھی کہ وہ لوگوں پر جبر کریں۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ(۴۵)

اور تمہارا کام ان سے جبراً بات منوانا نہیں ہے۔بس تم اِس قرآن کے ذریعہ سے ہر اُس شخص کو نصیحت کردو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔ (سورۃ ق آیت نمبر 45)

ایسا نہیں ہوسکتا کہ کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ ضرور پردہ کرے۔ضرور ساتر لباس پہنے۔حتیٰ کہ کسی کو ایمان قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔اللہ نے دونوں راستے واضح کر دیے ہیں۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۲۵۶)

دین کے معاملے میں کوئی زورزبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کررکھ دی گئی ہے۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 256)

اس کے بعد فرد کو عمومی انفرادی زندگی میں یہ آزادی تو حاصل ہے کہ وہ سیدھا راستہ اختیار کرے یا ٹیڑھا راستہ۔سیدھا راستہ اختیار کرے گا تو اللہ اس کا ولی ہوگا اس کی دنیا و آخرت سنورے گی اور معاشرہ بھی فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہوگا۔ٹیڑھا/غلط راستہ اختیار کرے گا تو شیاطین اس کے ولی ہوں گے وہ تباہی سے دوچار ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جس معاشرے میں رہتا ہے وہ بھی تباہی سے دوچار ہوگا۔

البتہ یہ واضح رہے دین اسلام ایک ضابطہ حیات کا نام ہے۔یہ فرد کی آزادی کو بھی مقدم رکھتا ہے اور اجتماعیت اور معاشرے کے حقوق کا بھی ضامن ہے۔

لہٰذا ایسے تمام معاملات میں جن میں ایک انسان کے انفرادی افعال کا اثر اجتماعیت پر پڑتا ہو اللہ تعالیٰ نے اصول وضوابط کا ایک دائرہ کھینچ دیا ہے۔جس کے اندر انسان مکمل آزاد ہے۔اگرچہ اس دائرے سے باہر نکلنے کی بھی آزادی ہے لیکن اس کے عمل سے اجتماعی معاشرے کو جو نقصان پہنچے گا اس کا ذمہ دار وہ ہوگا اور دنیا و آخرت میں اس کے نتائج بھگتنے ہوں گے۔

یہ ایسی بات ہے کہ ہر فرد کو اجازت ہے کہ وہ جس کاروبار سے چاہے اپنے لیے

رزق کمائے ۔لیکن اگر کوئی "چوری" کا پیشہ اختیار کرتا ہے تو اسلام اس کو اس آزادی کی اجازت نہیں دیتا اور اس پر نہ صرف قانوناً پابندی لگاتا ہے بلکہ ایسا کرنے والوں کو سزا بھی دیتا ہے۔کیونکہ چوری کے فعل کی عام اجازت دے دی جائے تو معاشرے کا کوئی گھر محفوظ نہ رہے گا۔

دیکھیں کہ ایک ایسا فعل جس سے دوسرے انسانوں کے "مالی حقوق" متاثر ہوتے ہیں اس پر ہم اسے آزادی کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی مرضی سے "چوری" کا پیشہ اختیار کرلے۔تو ایسے کام جس سے پورے معاشرے کے "اخلاقی حقوق" متاثر ہوتے ہیں ،ایمان متاثر ہوتا ہے اس میں مادر پدر آزادی کیسے دی جاسکتی ہے۔۔؟

کیا کوئی مہذب سوسائٹی کسی مرد کو اجازت دیتی ہے کہ وہ ستر ڈھکے بغیر سڑکوں پر پھرتا رہے۔؟؟ (اگر کوئی معاشرہ اس کو نہیں روکتا تو اس کا مطلب ہے کہ اخلاقی لحاظ سے وہ پستی کی دلدل میں گر چکا ہے)۔لہذا ایسی سوسائٹی میں جو اخلاق کے اچھے معیار پر قائم ہو وہ عورتوں اور مردوں کے لیے اخلاقی وتہذیبی ضابطے اور لباس کے بارے میں اصول وضوابط dress code مقرر کرنے کا حق رکھتی ہے۔تاکہ ہسپتال،سکول اور دیگر اداروں کی طرح معاشرے کے اندر "اخلاقی ڈسپلن" قائم رہے۔خاندان مضبوط اور پاکیزہ رہیں۔ کیونکہ اجب کوئی عورت نامکمل لباس میں اور بغیر حجاب کے باہر نکلے گی تو گویا اس نے اپنا حفاظتی حصار خود ختم کردیا۔ایک جانب اس بات کا پورا امکان ہے کہ کوئی بدباطن شخص اس کی عزت کو نقصان پہنچائے اور دوسری جانب عین ممکن ہے کہ وہ کسی شریف عورت کا گھر اپنی بے حیائی کی وجہ سے اجاڑنے کا باعث بن جائے۔لباس کے بارے میں مکمل شخصی آزادی مانگنے والیوں کو اس بات پر ضرور غور کرنا چاہیے کہ ایسی ہی آزادی ان عورتوں کو بھی دے دی جائے جو ان کے شوہروں یا بھائیوں کے دفاتر میں کام کرتی ہیں تو کیا وہ اس کو گوارا کرلیں گی؟

لہٰذا ہمارے اوپر واضح ہونا چاہیے کہ اسلام ہر انسان کو اسوقت تک شخصی آزادی دیتا ہے جب تک اس کی آزادی سے معاشرے کے دوسرے افراد کو نقصان نہ پہنچے۔جہاں

اس کی آزادی سے دوسروں کے ''انسانی ،مالی ،جانی ''حقوق یا ''عزت'' متاثر ہونے کا خطرہ ہو۔ وہاں اس پر اجتماعی اصول وضوابط لاگو ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کی جان ،مال ،عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔'' (مسلم)

اسلام ہی کیوں؟

یہ سوال اہم ہے کہ انسان دین اسلام ہی کو کیوں مانے ،کوئی اور دین کیوں نہیں؟ اپنی مرضی کیوں نہیں۔؟

اس کا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ جب ہم کلمہ طیبہ پڑھ لیتے ہیں تو اللہ کی حاکیت کا اقرار کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کو اللہ کی طرف سے آئے ہوئے ایسے پیغام بر تسلیم کرتے ہیں۔ جو ہمارے لیے زندگی گزارنے کا طریقہ لے کر آئے ہیں جس کا حکم اللہ نے دیا اور فرمایا: ''ان الدین عند اللہ الاسلام'' ''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''

دین اسلام کیا ہے۔؟ ''اللہ کو حاکم اعلیٰ مان کر اس کے دیے ہوئے قوانین کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنا۔'' مالک و خالق نے جو طریقہ وضع کیا ہے اس پر چلیں گے تو کامیاب رہیں گے ورنہ نقصان اٹھائیں گے۔

عقلاً بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کسی مشین کا خالق جو ہدایات دیتا ہے مشین کو اس کے مطابق ہی چلایا جائے تو وہ درست رہتی ہے۔ ورنہ خراب ہو جاتی ہے۔

مثلاً کپڑے دھونے والی مشین میں واشنگ پاؤڈر کی جگہ ریت ڈال دی جائے تو وہ خراب ہو جائے گی اس میں فساد برپا ہو جائے گا۔ کیونکہ بنانے والے نے اس کو ریت کے لیے بنایا ہی نہیں۔

گاڑی میں ہدایات کے مطابق پیٹرول نہ ڈالیں بلکہ پانی ڈال دیں ٹیوٹا میں سوزوکی کے پرزے لگانے کی کوشش کریں تو گاڑی نہیں چلے گی۔ وہاں ہم ہدایات کی پوری پابندی کرتے ہیں کیونکہ نقصان کا علم رکھتے ہیں۔

انسانی جسم ایک مشین کی طرح ہے۔ کائنات وہ گھر ہے جس میں یہ ایستادہ ہے۔

دونوں کا خالق اور مالک اللہ ہے۔

اللہ انسان کی رگ رگ سے واقف ہے۔اس کی ضروریات ،مشکلات ،نفسیات ،جسمانی و روحانی ساخت وغیرہ ہر چیز کو وہ اتنا جانتا ہے کہ خود انسان بھی نہیں جانتا۔

اس نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور دنیا میں بھیجتے وقت فرمایا:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۳۸)

ہم نے کہا کہ،"تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے،تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے،ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 38)

یعنی اللہ کی ہدایات اور اسلامی نظام حیات کے مطابق زندگی گزاریں گے تو دنیا میں فساد،مشکلات ،خوف و رنج سے محفوظ رہیں گے۔اور آخرت میں بھی عذاب سے بچیں گے۔لیکن انسان نے اللہ کی ہدایات کو بھلا دیا اور عملاً صورتحال کیا ہے۔؟؟ اللہ کہتا ہے

لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(سورۃ البقرہ آیت نمبر 168)

انسان کہتا ہے وہ کھاؤں گا جو میرا دل چاہے گا۔حلال حرام کی پرواہ نہیں۔چاہے جگر تباہ ہو یا معدہ۔اللہ کہتا ہے:

"لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ"

ہم کہتے ہیں جو فیشن ہے وہی پہنیں گے بھلے تقویٰ کے تقاضے پورے ہوں یا نہ ہوں۔

اسی طرح باقی احکام کا معاملہ ہے انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی تک اس مشین میں وہ ڈال رہے ہیں جس سے مالک نے منع کیا ہے۔زندگی کی گاڑی کو ان سڑکوں پر دوڑا رہے ہیں جو اس کو تباہ برباد کر رہی ہے۔انفرادی زندگی اپنی مرضی سے گزارنا چاہتے ہیں اور اجتماعی زندگی یہود و نصاریٰ کی پیروی میں۔۔نظام تعلیم ،عدالتی نظام ،میڈیا،حکومتی نظام سب کچھ اللہ کی ہدایات سے ہٹ کر چل رہا ہے۔پھر پریشان ہیں،طلاقیں کیوں بڑھ

رہی ہیں؟قتل و غارت کیوں ہو رہی ہے؟بدامنی کیوں ہے؟

ہمیں اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ۔اللہ سبحانہ تعالیٰ (خالق مالک) کے علاوہ کوئی اور پوری انسانیت کے لیے نظام زندگی بنا ہی نہیں سکتا جوبنی انصاف بھی ہو اور جس میں انسانیت کے لیے عدل ،امن ،خوشحالی کی ضمانت بھی ہو۔انسان اگر خود اپنے لیے قوانین بناتا ہے تو خواہش نفس پر مبنی بناتا ہے۔جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں شراب،سود، بے حیائی ہر چیز کو مباح قرار دے لیتا ہے۔پھر مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ایک قوم اپنے لیے قوانین بناتی ہے تو۔۔۔ہم جنس پرستی کی طرح کے قوانین کو جائز قرار دے دیتی ہے اور خود اخلاقی پاتال میں ہی نہیں گرتی دنیا بھر میں ایڈز اور بے راہ روی پھیلانے کا باعث بنتی ہے۔

لہٰذا پوری دنیا کے انسان مل جائیں اور اپنے لیے قانون بنائیں تو وہ بھی نفس پرستی ،خواہشات اور وقتی فائدوں پر مشتمل ہو گا۔انسان کو مستقبل کا وہ ادراک نہیں جو خالق و مالک کو ہے۔لہٰذا سچ مانیں ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والے آقا کی بات کہ بہترین طریقہ زندگی اسلام ہے۔ان معاشروں کی حالت زار ہم سے چھپی ہوئی نہیں جنھوں نے اللہ کا دین چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کا راستہ اختیار کیا۔وہاں شیطان نے پوری طرح تسلط جما رکھا ہے۔صرف خاندان ،لباس اور پردہ کے احکام ترک کرنے کے خوفناک نتائج درج ذیل ہیں:

☆ ہر تیسری شادی کا انجام طلاق پر ہو رہا ہے۔بے سہارا بچے ڈپریشن کا شکار ہو رہے ہیں اور بچوں میں خودکشی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

☆ اعداد و شمار کے مطابق ان ممالک میں بن بیاہی ماؤں کی اتنی کثرت ہے کہ ایک سال کے دوران 15 سے 19 سال کی عمر کی دو لاکھ اور 20 سے 24 سال کی عمر کی 4 لاکھ بن بیاہی مائیں بنتی ہیں۔لہٰذا ان ممالک میں اسقاط حمل کو قانوناً جائز قرار دے دیا گیا ہے۔

☆ عورت جب شوہر کی قوامیت کا سائبان چھوڑ کر اور بے حجاب ہو کر گھر سے نکلی تو خود مغربی اداروں کے اعداد و شمار کے مطابق ہر چوتھی عورت بوائے فرینڈ اور شوہر سے پٹتی

ہے۔(اوسطاً سالانہ 4 کروڑ عورتیں پٹتی ہیں) ،2000 سے 4000موت کے گھاٹ اتر تی ہیں۔7لاکھ ہر سال بد اخلاقی کا شکار ہوتی ہیں جن میں %61 کم عمر ہوتی ہیں۔

☆ عصمت فروشی پھلتا پھولتا بین الاقوامی کاروبار بن چکی ہے۔حتیٰ کہ مغرب کی سڑکوں اور ریلوے سٹیشنوں پر یہ منظر ہم نے خود دیکھا کہ لڑکیاں کھڑی ہو کر ایک پونڈ دو پونڈ کی آواز لگا رہی ہیں(فاعتبرو ا یا اولی الابصار)۔

(حجاب امت مسلمہ کا شعار۔۔ڈاکٹر رخسانہ جبین)

شخصی آزادی کا ضامن صرف اور صرف اسلام ہے۔جس میں اللہ کے سوا کسی کی غلامی نہیں۔اپنی ذات اور قوم کی بھی نہیں لیکن جہاں اجتماعی مفاد خطرے میں ہو حدود کی پابندی کرنی ہوگی۔

اخلاق ولباس کے بارے میں خصوصی تربیت والدین کی ذمہ داریاں

آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حالت دگرگوں ہے۔عمومی طور پر کرپشن ،بد دیانتی ،رشوت ،اقرباء پروری،قتل و غارت ،مہنگائی ، بد امنی اور بے حیائی کا دور دورہ ہے۔(الحمد اللہ ابھی بڑی تعداد میں صالحیت موجود ہے لیکن عمومی صورتحال پریشان کن ہے)۔سڑکوں پر ون ویلنگ کرتی، کانوں میں بالیاں ڈالے ،ہیڈ فونز لگائے نوجوان نسل۔چوکوں چوراہوں پر حیا سوز مناظر سے مزین ایک نسل کی تصاویر مسجدوں کی ویرانی اور میوزک کنسرٹس کی آبادی۔۔۔یہ سب کچھ دو اداروں کی بنیادی غفلت کا نتیجہ ہے۔1۔خاندان کا ادارہ۔ 2۔تعلیمی ادارے۔دونوں جب تک اپنے فرائض درست طریقے سے ادا کرتے ہیں قوم میں درست رہتی ہیں۔بدنصیبی سے ہمارے ہاں ان دونوں کی جگہ،بہت حد تک میڈیا نے لے لی ہے۔اور میڈیا تو اپنے مقاصد رکھتا ہے اور سرمایہ دینے والوں کی پالیسیاں لے کر چلتا ہے۔سرمایہ کاری کرنے والے کون ہیں؟؟یہ کسی سے مخفی نہیں۔

اپنے بچوں کو آتش دوزخ کا ایندھن بننے سے بچانے کی ذمہ داری والدین کی ہے۔بچوں میں اعلیٰ کردار کی آبیاری کی جائے موروثی مسلمان کی بجائے شعوری اسلام کی روح بیدار کرنا،قرآن وحدیث سے رشتہ جوڑنا ،ان مضامین کو فزکس اور کیمسٹری کی طرح

بامقصد ٹیوشن رکھوا کر پڑھوانا، توحید کی آبیاری، فکرِ آخرت بیدار کرنا، ان سب کے ذریعے بچوں کی وہ بنیادیں مضبوط ہوں گی جو اسے باکردار اور متقی انسان بنائیں گی۔

سائنسی تحقیقات یہ بتاتی ہیں کہ بچے کے ابتدائی چند سال اس کی زندگی کے اہم ترین سال ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب رحم مادر میں ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کی حرکات و سکنات سے تربیت حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا دورانِ حمل کثرت سے تلاوت کرنے والی ماں یا میوزک سننے والی ماں کے بچوں کے رویے فرق ہوں گے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ چھوٹی عمر سے بچوں میں حیاء بیدار کرنے کی کوشش کی جائے۔

حیا اور تقویٰ وہ اندرونی چوکیدار ہیں جو والدین کی غیر موجودگی میں بھی اللہ کے حکم سے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ حیاء وہ قوت ہے جو انسان کو فحشا اور منکرات سے روکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہر دین کا ایک وصف ہوتا ہے اور اسلام کا وصف حیاء ہے۔" (ابن ماجہ)

حیاء کا جذبہ اللہ نے انسان کے اندر ودیعت کیا ہے۔ جن معاشروں میں فحشاء و عریانی فروغ پا چکی ہے وہاں اس جذبے کو بچپن سے ختم کیا جاتا ہے۔ یورپ رہنے والی بہن کا لکھا ہوا اقتباس ملاحظہ کریں۔

"جذبہ حیاء اس وقت تک انسان میں موجود رہتا ہے جب تک اس کا ماحول اس کی فطرت کے مطابق رہے۔ خلاف فطرت ماحول میں کچھ عرصہ فطرت مزاحمت کرتی ہے البتہ مسلسل ترغیب و تعلیم یا جبر اس میں تبدیلی کا باعث بن جاتا ہے۔ میری بیٹی کی ہم عمر دو سالہ ہیلن کی ماں جب کبھی لان میں اس کی نیکر اتار کر کچھ وقت کے لیے اس کو بالکل برہنہ رکھنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ سختی سے اپنی نیکر کو مضبوطی سے پکڑ کر مزاحمت کرتی اور بعض اوقات روتی اور ماں کے ہاتھ جھٹکتی کہ مجھے پہنے رہنے دو۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھ ہی لیا کہ تم ہر روز زبردستی کیوں کرتی ہو؟ جب کہ تمہاری بیٹی اس کو پسند نہیں کرتی تو اس کی ماں نے جواب دیا کہ اگر آج یہ برہنہ رہنے کو پسند نہیں کرے گی تو کل کو اس کے اپنے لیے بڑی مشکل ہو جائے گی۔ تب مجھے سمجھ آئی کہ پوری کالونی میں گوروں کے بچے اپنے لانوں

میں بعض اوقات بالکل برہنہ کھیل کود کیوں کرتے نظر آتے ہیں ۔بچوں کی نگہداشت و پرورش سے متعلق ایک ویب سائٹ پر والدین کی آپس میں چیٹنگ کا موضوع تھا کہ ''برہنگی ایک فطری عمل ،اس کی ترغیب کیسے؟''اس کے چند جوابات ملاحظہ کریں ''میں اپنے بیٹے کی نیپی اتار کر اسے چند گھنٹے یونہی چھوڑ دیتی ہوں''۔دوسری ماؤں کا بھی اپنے گھروں میں مختلف عمر کے بچوں کے ساتھ تقریباً یہی طریقہ تھا جب کہ ایک ماں اپنی الجھن بیان کررہی تھی کہ'' میرا چودہ سالہ بیٹا اس وقت بہت خفا ہوتا ہے جب میں اپنی چھوٹی بیٹی کو گھر میں برہنہ گھومنے کی اجازت دیتی ہوں''۔دوسری مائیں اس کو ہدایت کررہی تھیں کہ وہ اپنے بیٹے کو سمجھائے کہ اس کا ردِعمل غیر فطری ہے جسے اسے کنٹرول کرنا آنا چاہیے اور اپنی بہن کے ساتھ اسے ایسے رہنا سیکھنا ہوگا۔لیکن بیٹے کی ضد تھی کہ بچی گھر میں کچھ تھوڑا بہت لباس پہن لیا کرے جس پر ماں نے سختی سے بیٹے پر واضح کر دیا کہ اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی بہن کے لباس پہنے رکھنے یا نہ پہننے کے متعلق سوچے۔اس پر مجھے اندازہ ہوا کہ سکولوں کے سپورٹس ہال کے وارڈ روب میں یورپین بچے اور بچیاں اتنی بے باکی سے اور آرام سے ایک دوسرے کے سامنے بے لباس شاور روم میں شاور لے کر تیزی سے فارغ کیوں ہو جاتے ہیں جب کہ مسلمان بچیاں تولیے لپیٹے بیٹھی رہتی ہیں دروازوں کے پیچھے چھپ کر لباس تبدیل کرتی ہیں۔''

یہ حقیقی واقعات واضح کرتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ کا فرمان کتنا سچا ہے کہ'' بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔''

☆ اپنے بچوں کو دینِ فطرت، دینِ اسلام، دینِ حیاء پر قائم رکھنے کے لیے چھوٹی عمر میں بھی ان کے ستر کا خیال رکھا جائے ۔دوسروں کے سامنے ان کے کپڑے نہ بدلے جائیں،برہنہ پھرنے کی حوصلہ شکنی کی جائے، دوسروں کی موجودگی میں غسل نہ کرایا جائے۔وغیرہ۔

☆ جب بچے نماز کی عمر کو پہنچیں تو انہیں پورے کپڑے پہننے کا پابند کیا جائے ۔5 سال کی عمر میں لڑکوں کو بھی ایسی نیکر نہ پہنائیں جوان کا ستر پوری طرح نہ ڈھکتی ہو۔

لڑکیوں کی شارٹس، نیکرز وغیرہ 5 سال سے قبل ہی ختم کر کے مکمل لباس کی عادت ڈالی جائے۔

بغیر آستین کپڑے حتیٰ الامکان نہ پہنائے جائیں ۔ مجھے یاد ہے میرا بیٹا بہت چھوٹا تھا اسے جو شرٹ پہنا رکھی تھی وہ بغیر آستینوں کے (sleevless) تھی ۔ ایک دینی بہن نے دیکھ کر کہا "میں تو اپنے بچوں کو ایسے کپڑے نہیں پہناتی ان سے بچوں کے اندر حیا ختم ہو جاتی ہے۔"

بچیوں کو بلوغت سے قبل دوپٹہ/ سکارف لینے کی عادت پختہ کرائی جائے تا کہ بلوغت کے وقت ان کو مشکل نہ ہو۔ اولاً نماز کی عمر میں نماز کے وقت دوپٹہ کی عادت ڈالیں۔

اتنے پتلے کپڑے جو ستر نہ ڈھکتے ہوں یا tights وغیرہ سے بھی کم از کم 4-5 سال کی عمر کے بعد سختی سے اجتناب کیا جائے۔

بچوں کو سیرت النبی ﷺ ،قصص الانبیاء، سیرتِ صحابہؓ اور اکابر مسلمانوں کی سیرت کی کہانیاں اس طرح سنائی جائیں کہ وہ ان کو رول ماڈل بنائیں اور ان کے نقش پا پر چلنے کی کوشش کریں ۔ ان واقعات کو آج کی زبان میں اور آج کے حالات پر منطبق کر کے سنائیں ۔ خصوصاً وہ واقعات جن میں صحابہ کرامؓ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں لپکتے نظر آتے ہیں۔

بچوں میں جنت کا شوق اور دوزخ سے بچنے کی تڑپ پیدا کرنے کے لیے جنت اور دوزخ کی کہانیاں بھی بکثرت سنائیں۔

الغرض بچوں میں توحید، خشیتِ الٰہی اور تقویٰ پیدا کر دیں ۔ ان شاء اللہ ان صفات کے ذریعے اللہ ان کی ہر جگہ حفاظت فرمائے گا۔

اچھے اداروں میں داخل کروائیں ۔ ایسے سکولوں اور اداروں میں نہ بھیجیں جو محض انگلش، فزکس، کیمسٹری اور میتھ میں تو بچوں کو طاق کر دیں ۔ لیکن اسلامی حمیت، غیرت، حیا اور تقویٰ کو ختم کر دیں ۔ اور آپ ان لڑکیوں کے والدین کی طرح ہاتھ ملتے رہ جائیں جنہوں نے دوسرے شہروں میں بچوں کو جدید قسم کے کالج میں داخل کرایا۔ آنکھیں اس وقت کھلیں

جب فیس بک پر بچیوں کی قابلِ اعتراض تصاویر دیکھیں۔

ادارے کے اصول وضوابط دیکھیں اور انتظامیہ سے غیر اخلاقی سرگرمیوں (ویلنٹائن ڈے وغیرہ) پر احتجاج کر کے اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ کر لیں۔

بچوں کی دوستیوں پر نظر رکھیں۔

بچوں کے گھر سے نکلنے کے لباس پر والدین نظر رکھیں۔تقریبات میں کس طرح کا تقویٰ مطلوب ہے مائیں خود بھی فکر کریں اور بچوں اور بچیوں کے لیے بھی فکر مند ہوں اور باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ دونوں پر نظر رکھیں۔

گھر میں اگر مشترکہ رہائش (combined family) ہے تو بچوں اور بچیوں کو لباس اور اختلاط کی حدود سکھانا بھی والدین کا کام ہے۔

گھر میں کون کون سے رسالے آتے ہیں ان کا ایمانی و اخلاقی معیار کیا ہے؟ بچے کون سی کتابیں پڑھتے ہیں؟ کون سی sites دیکھتے ہیں؟ ڈرامے اور فلمیں کون سی دیکھی جاتی ہیں؟

موبائل اور کمپیوٹر کس عمر میں لے کر دیتے ہیں اور ان پر کیسے نظر رکھنی ہے اس کا بھی مکمل پروگرام والدین کے پاس ہونا چاہیے۔

سب سے اہم بچوں کو دینی تعلیم کی فراہمی ہے اس کا منصوبہ بنایا جائے۔

الغرض والدین فکر کریں کہ بچوں کو جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول بنا کر پروان چڑھا رہے ہیں یا دوزخ کے ایندھن کے طور پر تیار کر رہے ہیں۔جس پر مقرر تخت گیر فرشتے کسی پر ترس نہ کریں گے۔

نعمت اسلام اور ایمان کی قدر کریں

ہمیں نعمت اسلام اور ایمان، مسلمان گھرانے اور ملک بغیر کسی تگ و دو کے حاصل ہو گیا۔ہم اسلامی اقدار کے سائے میں ایک غیر مسلم سے زیادہ محفوظ زندگی گزار رہے ہیں۔اس کی قدر دانی کریں۔ناشکری نہ کریں اور اس نعمت کو چھوڑ کر ان معاشروں کی روایات کے پیچھے نہ لگیں جو تباہی کی جانب سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔دیکھیں ان کی خواتین کے

احساسات کیا ہیں۔جن کو نعمت اسلام نہ مل سکی یہ 2013ء کا واقعہ ہے جو جامعۃ المحصنات لاہور کی ایک ذمہ دار بہن نے سنایا:

''جاپانی یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کے وفد کی میزبانی کا موقع ملا۔ان کو جامعۃ المحصنات منصورہ کے مطالعاتی وزٹ پہ لایا گیا تھا۔جاپانی طالبات اپنے مخصوص خوبصورت نین نقش کے ساتھ پاکستانی لباس میں کوہ قاف کی پریاں لگ رہی تھیں۔طالبات کو لے کر جامعہ ہال میں لے گئے۔طلبہ کو بعد میں آنے کی اجازت دی اور ہال کی دوسری جانب ان کی نشست کا اہتمام تھا۔سورۃ الرحمٰن کی تلاوت ملٹی میڈیا پر سنانے کے بعد کلام اقبال کے چند اشعار سنائے گئے۔پھر طالبات نے جامعہ اور حلقہ خواتین سسٹم وانتظام کے بارے میں سوال و جواب کیے۔مترجم ان کی اور ہماری مدد کو موجود تھا۔جوس اور لوازمات سے تواضع بھی ہوئی اچانک ایک طالبہ اٹھ کر ہم سے لپٹ گئی آنسوؤں کے بہتے دریا کے ساتھ اس کی جاپانی مترجم نے تشریح کی۔

''آپ کا دین آپ کو کس قدر احترام دیتا ہے۔آپ کی عزت و توقیر کرتا ہے آپ کو اس کا کیا اندازہ۔۔۔!''

قارئین اس کے بعد اس نے جو جملہ کہا مجھے کبھی نہیں بھولے گا۔وہ سترہ سالہ لڑکی اور اس کا گروپ زاروقطار رو رہے تھے۔۔آپ ہم سے پوچھیں۔

''ہم جو''ٹشو پیپر'' کی طرح استعمال ہوتی ہیں''۔اس کا یہ جملہ ہمیں اندر تک ہلا گیا۔ان بچیوں نے جو تاثرات دیے کہ'' آپ کی اجازت کے بغیر یہ ہمارے ساتھی طلبا اندر نہیں آسکے۔آپ کے اداروں میں ڈرائیور،الیکٹریشن یا ساتھ کام کرنے والے حضرات آپ کو دیکھ اور چھو نہیں سکتے۔آپ کا مذہب گھر کے مرد کے علاوہ صرف اس کو آپ تک رسائی کی اجازت دیتا ہے جو آپ کے سربراہ خاندان سے اجازت لے(پرمٹ)اور پے منٹ(حق مہر) دے۔اور پھر وہ کما کے لانے کا ذمہ دار آپ صرف گھر کی ذمہ دار۔ہمارے ہاں جوانی کے ساتھ ماں باپ ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ہماری ذمہ داری کوئی نہیں اٹھاتا اور ہمارے ساتھ ہر کوئی وقت گزارنے پر آمادہ۔اگلے دن تو کون میں کون۔''

ہم باہر کا بھی اور گھر کے کام بھی خود کرتی ہیں ۔ان کا کہنا تھا کہ پاکستانی شلوار سوٹ دو پٹہ میں ان کو تحفظ محسوس ہوتا ہے۔ایک طالبہ نے کہا الخدمت کے جو گائیڈ اور مترجم ان کے ساتھ ہیں نظر اٹھا کر ان کو نہیں دیکھتے ہاتھ لگانا دور کی بات ہے۔ان کو مسلمان مردوں کی اس شرم و حیا سے تحفظ کا بھر پور احساس تھا کئی طالبات پاکستانی یونیورسٹی میں داخلے کی خواہشمند تھیں اور مسلمان ہونے کے لیے اسلام کا مطالعہ کرنا چاہتی تھیں ۔رخصتی کے وقت جاپانی روایت کے مطابق جھک کر سلام کرتے ہوئے وہ بے ساختہ بار بار ہمارے ہاتھ چوم رہی تھیں کہ یہ پاکیزہ ہاتھ ہیں ہمیں چومنے دیں ۔ہم سب ان کی وارفتگیوں پہ جہاں شرم سار تھے وہاں اپنے پیارے رب کی نعمت بے مثال دین اسلام کے عطا کیے جانے پر اس کے شکر گزار تھے۔

جی ۔۔یہ وہ لوگ ہیں جو مادر پدر آزادی کا مزہ چکھ چکے ہیں ۔اور اب اسلام کے حصار میں واپس آنا چاہتے ہیں ۔ایسی ہی کئی مثالیں مغربی مما لک سے بھی سننے کو ملتی رہتی ہیں ۔

شیطان کے حملوں سے بچاؤ کیسے؟

i۔رجوع الی اللہ

دنیا کے معرکہ کارزار میں انسان سخت امتحان اور شیطان کے پے در پے حملوں کی زد میں ہے ۔اس سے بچاؤ کیسے ہو؟ علامہ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں ایک عجیب مثال لکھی ہے ۔ایک استاد نے شاگردوں سے پوچھا: بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ ایک کتا ہو ۔آپ گزرنے لگیں تو وہ حملہ کر دے اس سے بچاؤ کے لیے کیا کریں گے؟ کسی نے کہا بھاگیں گے،کہا پیچھے جائے گا۔کہا ماریں گے بولے پلٹ کر آئے گا۔طرح طرح کے جواب دیے گئے ۔وہ ہر ایک کی نفی کرتے گئے۔آخر میں بتایا کہ سب سے آسان حل یہ ہے کہ ریوڑ کے مالک سے کہیں ''کتے کو ہٹا دے''۔۔!! یعنی مالک کی پناہ میں آجائیں ۔

یہی حل ہمارے مالک نے بتایا ہے ۔جب شیطان نے دھمکی دی کہ ان سب کو دوزخ میں پہنچا کر رہوں گا ۔تو اللہ نے فرمایا:

اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا (۶۵)

''یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا، اور توکل کے لیے تیرا رب کافی ہے'' (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 65)

شیطان کے حملوں، اکساہٹوں، سازشوں، بہکاوں، دجالی فتنوں، فحاشی، عریانی، گلیمر، مادیت کی چکا چوند۔ ان سب سے بچنے کا واحد حل یہ ہے کہ اللہ کے دامن رحمت میں پناہ لے لیں۔

وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ ؕ ہُوَ مَوۡلٰکُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ (۷۸)

اللہ سے وابستہ ہو جاؤ وہ ہے تمہارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار۔ (سورۃ الحج آیت نمبر 78)

اللہ کی طرف پلٹ آئیں۔ اللہ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والا، اپنے بندوں پر مہربان رؤف و رحیم ہے۔ وہ ہر وقت دروازے کھولے منتظر رہتا ہے کب بندے اس کی طرف پلٹیں۔

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ (۵۳)

(اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کے رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور و رحیم ہے۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر 53)

وہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ 99 قتل کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔ رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔ شیطان کے راستے سے ہٹ کر واپس اللہ کے راستے پر آنے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں برکات، رحمتیں، پاکیزہ زندگی، پاکیزہ معاشرہ ملے گا۔ آخرت میں مغفرت، جنت اور نور ملیں گے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے توبہ کرو، خالص توبہ، بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے نہریں بہہ

رہی ہوں گی یہ وہ دن ہوگا جب اللہ نبی کو اور اُن لوگوں جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہ کرے گا اُن کا نور اُن کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہو گا اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب، ہمارا نور ہمارے لیے مکمل کردے اور ہم سے درگزر فرما، تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (سورۃ تحریم آیت نمبر 8)

کیا خوبصورت وعدے ہیں توبہ کرنے والوں کے لیے برائیاں محو، جنت، رسوائی سے بچاؤ، نور، رسول اللہ ﷺ کا ساتھ۔۔۔اللہ کہاں ملے گا۔۔!! نماز میں، قرآن میں۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (۴۵)

(اے نبیؐ) تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعہ سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے اللہ جانتے ہے جو کچھ تم لوگ کرتے ہو۔ (سورۃ العنکبوت آیت نمبر 45)

اللہ کی کتاب سے ہی صحیح اور غلط کی تمیز ملے گی۔ نماز پاکیزہ زندگی گزارنے میں مددگار رہوگی۔ بے حیائی، بے لباسی، عریانی، فحاشی و منکرات سے روکے گی۔ اللہ کا ذکر وہ قوت پیدا کرے گا جو دنیا کی ترغیبات اور شیطان سے بچنے کے لیے ضروری ہے۔ سورہ کہف میں اللہ نے ایک چیز کا اضافہ فرمایا ہے اور صحبت صالحہ اختیار کرنے کا حکم بھی دیا۔

کتابیں پڑھ کر انسان اتنا نہیں سیکھتا جتنا صحبت صالحہ سے سیکھتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم دین حاصل کریں۔ قرآن میں غوطہ زن ہوں، سنتِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہوں۔ صحبت صالحہ اور اجتماعیت اختیار کریں۔ یہی چیزیں ہوں گی جو شیطان کے حملوں سے بچنے میں معاون ہوں گی۔

''دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔''

پورے دین کو اپنائیں۔ ذکر، نماز، تلاوت ذرائع تربیت ہیں۔ ذریعہ علم ہیں۔ کتاب اللہ پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم ہے۔ اللہ کے احکام پر پوری طرح عمل کریں

گے تو دنیا و آخرت کی برکات سے فیضیاب ہوں گے۔اسی لیے رب مہربان نے فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۲۰۸)

اے ایمان لانے والو!تم پورے کے پورے اسلام میں آ جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(سورۃ البقرہ آیت نمبر 208)

نیز فرمایا:

تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں،ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے، جو تم کرر ہے ہو۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 85)

دین کے ان احکام کو تو مان لینا جو آسان ہیں یا خواہشات نفس کے مطابق ہیں اور ان کو چھوڑ دینا جن سے دنیوی مفاد پر زد پڑتی ہے۔اس کا انجام دنیا میں رسوائی اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔آج امت مسلم کے حالات پکار پکار کر اس آیت کی سچائی ثابت کر رہی ہے۔ہم نے اپنی کتاب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں۔

نماز، روزہ کے احکام لے لیے۔پردہ، حیا حجاب ترک کر دیا۔نکاح کے احکام لے لیے،طلاق کے احکام ترک کر دیے۔سودی نظام نہ چھوڑا۔جہاد کو ترک کر دیا۔امر بالمعروف کسی حد تک کرتے ہیں نہی عن المنکر چھوڑ دیا۔

اس سب کا نتیجہ کیا ہے۔!! فاعتبروا یا اولی الابصار

آیئے ان اسلام میں پورے کے پورے شامل ہو جائیں۔ورنہ اللہ دھمکی دے رہا ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲۰۹)

جو صاف صاف ہدایات تمہارے پاس آ چکی ہیں،اگر ان کو پا لینے کے بعد پھر تم نے لغزش کھائی،تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 209)

اللہ کی کتاب کے احکام کے نفاذ کی کوشش

دین اسلام جزوی دین نہیں محض انفرادی دین نہیں یہ ایک نظام ہے۔جس کی ہر کڑی دوسری سے مربوط ہے۔ایمانیات اس کی بنیاد ہیں۔عبادات اس کے ستون ہیں۔ نظام حکومت اس کی چھت کی حیثیت رکھتا ہے۔اخلاقی احکام اس کا نور ہیں جس سے ساری عمارت روشن ہوتی ہے۔حدود وتعزیرات کے احکام اس کا نظام تحفظ ہیں۔معاملات و عائلی احکام اس کی معاشرتی پاکیزگی کے ضامن ہیں۔

الغرض اسلام پیارے اللہ کا بنایا ہوا مکمل نظام ہے۔قرآن اللہ کی کتاب ہے۔اور اللہ کی کتاب کے احکام کے نفاذ میں دنیا کے سارے مسائل کا حل ہے۔

آج ہم بے حیائی،عریانی،فحاشی،بدامنی،معاشی انتشار،نسلوں کی بے راہ روی، کرپشن،قتل و غارت،دوسری قوموں کے چڑھ دوڑنے سے پریشان ہیں۔کتاب اللہ میں ان سارے فتنوں کا علاج ہے۔امن،عدل،خوشحالی،معاشرتی پاکیزگی،خاندانی استحکام سب برکات کتاب اللہ کو مکمل طور پر نافذ کرنے سے حاصل ہوں گی۔اقتدار اہلِ تقویٰ کے ہاتھ میں ہو گا تو نظام تعلیم اور میڈیا ''خشیتِ الٰہی'' بیدار کریں گے۔چوکوں اور چوراہوں سے بے حیائی ختم ہو جائے گی پھر اللہ کی برکات نازل ہوں گی اور پاکستان ''خوشحال پاکستان'' بنے گا۔

آیئے عہد کریں کہ سب مل کر اس نظام کو غالب کرنے کی جدوجہد میں حصہ لیں گے۔

اپنا جائزہ اور دعا

ہم نے دیکھا ایک راستہ ہمارے خالق و مالک کا بتایا ہوا راستہ ہے جو صراطِ مستقیم ہے۔حیا اور تقویٰ کا راستہ ہے۔انبیاء،صدیقین،شہداء و صالحین کا راستہ ہے۔اور دوسرا راستہ شیطان کا وضع کردہ بے حیائی اور گناہ کا راستہ ہے۔۔گمراہ اور عذاب یافتہ لوگوں کا راستہ ہے۔فیصلہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔اگر وہ اللہ رب کریم کا بتایا ہوا راستہ اختیار کرتا ہے تو۔۔

اس کی منزل۔۔۔۔بڑی خوبصورت!!!

ایسے باغات۔۔جن میں ہیرے موتی کے مکانات،سونے چاندی کی نا روں

کے کام والے سلک کے باریک لباس، ہر وقت حاضر خدمت رہنے والے نوکر و غلام، ایسی نعمتیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی۔ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

اللہ اور نبی ﷺ سے ملاقات۔صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ کا ساتھ۔فرشتوں کی میزبانی۔۔رب رحیم کی طرف سے سلام!! کیا خوبصورت منزل ہے۔یعنی مشکل راستہ۔۔خوبصورت ابدی منزل۔۔

حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (۷۶)

کیا ہی اچھا ہے وہ مستقر اور وہ مقام (سورہ الفرقان آیت نمبر 76)

اگر وہ دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے تو دنیا میں چند روزہ چمک دمک،گلیمر کے مزے تو اٹھالے گا لیکن وہ اس منزل پر پہنچا کر دم لے گا۔۔

جہاں آگ ہے، دھواں ہے، کھولتے پانی کے چشمے ہیں، سانپ اور بچھو ہیں، خون اور پیپ کی نہریں ہیں تھوہر کا کھانا ہے۔!!

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (۶۶)

”وہ بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے“ (سورہ الفرقان آیت نمبر 66)

یعنی آسان اور خوبصورت راستہ۔لیکن بری قیام گاہ۔انتہائی بری منزل۔۔۔

آیئے اپنا جائزہ لیں! ہمارا سفر کس راستے پر ہے۔؟ ہماری ایمانی و اخلاقی حالت اور ہمارا ظاہر کیا ایسا ہے جسے دیکھ کر معلوم ہو کہ یہ اللہ کے پیارے بندوں میں سے ہے۔؟یا ہمارا اخلاق و کردار و لباس شیطانی تہذیب کا عکاس ہے!! (خصوصاً جب نیا لباس پہن کر آئینے کے سامنے کھڑے ہوں تو اس نقطۂ نظر سے اپنا جائزہ ضرور لیں)۔

آیئے اللہ سے دعا کریں۔

”اللھم انی اسئلک الھدٰی و التقٰی و العفاف و الغنٰی“

”خدایا! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور استغنا کا سوال کرتا ہو“

اور

”ربنا وجعلنا للمتقین اماما“

”اے ہمارے رب! ہمیں متقین کا امام (لیڈر) بنا۔“ آمین